أنا آخر الأنبياء و أنتم آخر الأمم

۱۴۳۰ھ

جولائی 2009ء

مسلسل اشاعت کے ۴۷ سال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ ۷ جلد ۱۳

سیدنا امام زین العابدین علی بن حسینؓ

ختم نبوت کانفرنس راولپنڈی؟

مذہب اسلام امن عالم کا علمبردار

موجودہ بحران و زوال کے لئے اسلامی ہدایات

ملعون مرزا قادیانی کی پیشگوئیاں

www.khatm-e-nubuwwat.com
www.lolaak.clickhere2.net
www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: 7 جلد: ۱۳

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

صاحبزادہ طارق محمودؒ

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفی	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفی چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

نگرانِ اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا غلام رسول دین پوری

کمپوزنگ: یوسف ہارون

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-458348614122

ناشر: عزیز احمد مطبع: شکیل پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

ختم نبوت کانفرنس راولپنڈی؟	مولانا اللہ وسایا	3

مقالات ومضامین

سیدنا امام زین العابدین علی بن حسینؓ	شاہ معین الدین احمد ندویؒ	6
حضرت سیدنا امیر معاویہؓ!	ادارہ!	18
موجودہ عہد زوال کیلئے اسلامی ہدایات	اختر امام عادل	27
فلسفہ نماز	حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ	33
مذہب اسلام امن عالم کا علمبردار	از: فاروق اعظم گھگریاوی	39

ردقادیانیت

ملعون مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں	محمد خالد الضرار	46

متفرقات

رپورٹ سہ روزہ تربیتی کورس ختم نبوت	مولانا انیس احمد مظاہری	51
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	55

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

ختم نبوت کانفرنس راولپنڈی؟

اللہ رب العزت نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو یہ توفیق بخشی کہ ۲۰۰۸ء کے آخری چھ ماہ اور ۲۰۰۹ء کے پہلے چھ ماہ کے عرصہ میں ملک بھر میں ختم نبوت کانفرنسوں کا بہت مربوط انتظام کیا گیا۔ ضلع، تحصیل اور مقامی ختم نبوت کانفرنسیں تو اس دفعہ اتنی ہوئیں کہ گذشتہ سالوں کا ریکارڈ ٹوٹ گیا۔ اس عرصہ میں سرگودھا، چناب نگر، فیصل آباد، لاہور میں قومی سطح پر کانفرنسوں کا اہتمام کیا گیا۔ اللہ رب العزت نے فضل فرمایا کہ سرگودھا پچاس سے ساٹھ ہزار، فیصل آباد ایک لاکھ سے زیادہ اور لاہور میں قریباً دو لاکھ افراد نے ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت کی۔ تمام مکاتب فکر اور اپنے مسلک کی تقریباً تمام قیادت نے ان کانفرنسوں میں شرکت سے ممنون فرمایا۔

لاہور بادشاہی مسجد کانفرنس ۱۱ر اپریل کو منعقد ہوئی۔ اس کی تیاری ودعوت کے لئے قریباً دو ہفتہ قبل جامعہ اسلامیہ صدر راولپنڈی میں علماء اسلام آباد وراولپنڈی کا اجلاس منعقد ہوا۔ کثیر تعداد میں علماء، خطباء نے شرکت س ء ممنون فرمایا۔ اس موقعہ پر ان حضرات کو یہ تجویز دی گئی کہ آپ اگر مناسب خیال فرمائیں تو لاہور کے بعد اسلام آباد یا راولپنڈی کانفرنس رکھی جائے۔ سب نے خوشدلی ومسرت سے اس تجویز کو سراہا۔ چنانچہ اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی۔ انہوں نے ۳۰ر مئی بروز ہفتہ بعد از مغرب اسلام آباد لال مسجد اور کمیونٹی سنٹر کے درمیان واقع کرکٹ گراؤنڈ میں کانفرنس کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ مولانا قاضی عبدالرشید نائب ناظم وفاق المدارس اور حضرت مولانا نذیر احمد فاروقی نے لاہور بادشاہی مسجد میں اس کانفرنس کا اعلان کرنے کے لئے سفر کیا۔ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری ناظم اعلیٰ وفاق المدارس کو اختیار دیا گیا کہ وہ کانفرنس کا اعلان فرمائیں۔ چنانچہ اعلان کے وقت عوام کی بھرپور دلچسپی وخوشی کو دیکھ کر اندازہ ہوا کہ ختم نبوت کے مشن کے لئے بہت زیادہ عوام وخواص کی دلچسپی انعام الٰہی ہے۔ مرکز کی طرف سے لاہور مجلس کے مبلغ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے راولپنڈی میں جاکر رابطہ دفتر قائم کیا۔ راولپنڈی مجلس کے امیر مولانا قاضی مشتاق احمد اسلام آباد کے امیر مولانا شیخ الحدیث عبدالرؤف، مولانا محمد طیب فاروقی، مولانا زاہد وسیم، مبلغین کے مشوروں سے وسیع اجلاس طلب کیا گیا۔

کانفرنس کے حوالہ سے طویل مشاورت کے بعد طے پایا کہ اسلام آباد سیکورٹی کے حوالہ سے حساسیت کے پیش نظر کانفرنس اسی تاریخ کو لیاقت باغ راولپنڈی میں رکھی جائے۔ انتظامات وجملہ امور کی نگرانی کے لئے سرکردہ علماء کرام پر مشتمل رابطہ کمیٹی قائم کی گئی۔ استقبالیہ کے صدر خطیب اسلام مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ صاحب اور استقبالیہ کے کنوینر مولانا قاضی عبدالرشید مقرر ہوئے۔

اسٹیج، پریس، سپیکر، لائٹنگ، دعوت کے عمل کے لئے علیحدہ علیحدہ حضرات علماء کرام کی ذیلی کمیٹیاں بنائی

www.khatm-e-nubuwwat.com www.khatm-e-nubuwwat.info www.laulak.info

گئیں۔کانفرنس کی منظوری کے لئے درخواست گذاردی گئی۔تمام متعلقہ اداروں، پولیس، سپیشل برانچ، پی۔سی۔او، ڈی۔سی۔او، سب نے بارہا بڑی خوشدلی سے کانفرنس کی تیاری کی کلیرنس دی۔راولپنڈی، اسلام آباد جہلم، اٹک، مانسہرہ، بالاکوٹ، ایبٹ آباد، حسن ابدال، ٹیکسلا، واہ کینٹ، چکوال، منڈی بہاؤالدین، دینہ، کھاریاں، ہری پور، غورغشتی، حضرو، غرض قریہ بقریہ، شہر بہ شہر جگہ جگہ علماء کرام اس کانفرنس کو اپنی کانفرنس ہی نہیں بلکہ وقت کی ضرورت سمجھ کر دل وجان سے اس کی تیاری کے لئے ہمہ تن وہمہ جہت متوجہ ہوگئے۔

اشتہارات، بینرز، پینافلیکس بینرز، ایڈورٹائزنگ سائین بورڈ، رکشوں اور گاڑیوں پر سٹیکرز، لٹریچر کی تقسیم، دعوتی عمل، جگہ جگہ بیانات سے ایسی فضاء بنی کہ چہار سو عقیدہ ختم نبوت کی بہار کا موسم شروع ہوگیا۔سیالکوٹ کے مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر، آزاد کشمیر کے مبلغ مولانا خالد میر، مرکز سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، منڈی بہاؤالدین کے مبلغ مولانا محمد قاسم، کانفرنس کے دعوت عمل کی تشہیر کے لئے راولپنڈی تشریف لائے۔وفاق المدارس کے جملہ مدارس، تمام جماعتوں کے رفقاء وقائدین، ختم نبوت کورس کی پوری ٹیم اتنی کثیر تعداد میں گاڑیاں، سکوٹر والے احباب صبح وشام کانفرنس کی تیاری کے لئے لگ گئے کہ اس پر جتنا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔اسی اثناء میں مولانا محمد طیب فاروقی کے والد گرامی کی علالت اور پھر انتقال (اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں) کے باعث مولانا محمد طیب ہفت عشرہ کے لئے غیر حاضر رہے۔لیکن رفقاء کی بہتات اور ان کی ہمہ وقت حاضر باش ہونے کے باعث ذرہ برابر کام نہیں رکا۔رکنا کیا تھا اسی آب وتاب سے ہوتا رہا۔بلکہ ہر لمحہ اس میں تیزی ودرشتگی آتی گئی۔

مانسہرہ، ایبٹ آباد، جہلم، اٹک، ٹیکسلا، حسن ابدال، ڈنگہ اور دیگر بیسیوں مقامات پر اس کانفرنس کی تیاری کے لئے عظیم الشان اور مثالی کانفرنسیں ہوئیں۔راولپنڈی، اسلام آباد تاجروں نے کنونشنوں کا اہتمام کیا۔لاہور سے طلباء کی ایک ٹیم نے مساجد میں بیانات، لٹریچر اور بازاروں میں گشت کے ذریعہ کانفرنس میں شرکت کے لئے دعوت کے عمل کو عام کیا۔بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ راولپنڈی کے چاروں طرف دو، دو سو کلو میٹر کا پورا علاقہ ختم نبوت کی جلسہ گاہ بن گیا۔کہیں میٹنگ، کہیں جلسہ عام، کہیں درس، کہیں اشتہار، کہیں بینرز، کہیں لکھائی، کہیں لٹریچر، کہیں مشاورت، کہیں سٹیکرز، غرض چہار طرف ختم نبوت کی خوشبو سے فضاء معطر ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید اور کانفرنس کی تیاری کے لئے جو ٹیمپو بنا اسے دیکھ کر اندازہ ہورہا تھا کہ راولپنڈی لیاقت باغ کی کانفرنس دوست ودشمن کو حیران کردے گی۔دوست مارے خوشی کے نہال اور دشمن مارے بغض کے نڈھال ہوجائے گا۔فقیر راقم کی شامت اعمال کہ نظر لگ گئی۔سوات کے اپریشن کے باعث، لاہور میں بم دھماکہ ہوگیا۔ڈیرہ اسماعیل خان میں دو بم دھماکے ہوگئے۔گورنمنٹ کے بقول ۳۰، ۳۱؍مئی کو راولپنڈی میں کچھ ہوسکتا ہے کی اطلاعات پر دو دن کے لئے اقوام متحدہ کے دفاتر بند کردیئے گئے۔اسلام آباد کو سیل کردیا گیا۔راولپنڈی کی سیکورٹی ہائی الرٹ کردی گئی۔ادھر رضاکاروں کی ڈیوٹیاں لگ گئیں۔لائٹ، سپیکر کی تنصیب کے عمل کا آغاز کردیا گیا۔تیاری کے عروج میں مرکزی وصوبائی حکومت نے نہ صرف لیاقت باغ اور سٹیڈیم میں کانفرنس کرانے

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.LAULAK.INFO

کی ذمہ داری قبول کرنے اور سیکورٹی مہیا کرنے سے انکار کر دیا۔ بلکہ اجازت دینے سے بھی معذوری کر دی۔ اس مشکل وقت میں جو رفقاء، وذمہ داران کے قلب وجگر پر بیتی قارئین اس کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ فقیر راقم اس وقت جہلم جمعۃ المبارک کی نماز پڑھانے کے لئے جا رہا تھا۔ یہ اطلاع ملی۔ فوری جمعہ کے بعد تعلیم القرآن راجہ بازار میں علماء کا اجلاس صدر و کنونیر استقبالیہ نے طلب کر لیا۔ جمعہ پڑھتے ہی بھاگم بھاگ پنڈی آئے۔ صف افسوس بچھی تھی۔ اس دوران میں فقیر نے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ، حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ اور دیگر حضرات سے مشاورت کی۔ ہر ایک کا کہنا تھا کہ اگر گورنمنٹ سیکورٹی کی ذمہ داری قبول نہیں کرتی تو ہمیں رسک نہیں لینا چاہئے۔ ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی بدخواہ، دشمن کوئی شرارت کر دے۔ بڑی پریشانی سے بچنے کے لئے چھوٹی پریشانی برداشت کر لی جائے اور اسے قضاء وقدر کا فیصلہ سمجھا جائے۔

بعض احباب کا خیال تھا کہ راجہ بازار تعلیم القرآن میں کانفرنس منتقل کر لیں۔ لیکن یہ جگہ اپنی تمام وسعت کے باوجود اس سطح کی کانفرنس کے لئے بالکل ناکافی تھی۔ بعض حضرات نے رائے دی کہ ہر شہر میں اسی روز کانفرنس ہو۔ اس پر عرض کیا گیا کہ بغیر منظوری کے اچانک کانفرنسوں کے اعلان سے مقامی انتظامیہ سے ٹکراؤ۔ ان حالات میں غیر مناسب ہے۔ غرض تین بجے سے مغرب تک طویل اجلاس ہر ایک کی رائے لینے کے بعد صدر استقبالیہ مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ صاحب نے کانفرنس کے التواء کا اعلان کیا۔ خون کے گھونٹ پیئے۔ کسی عزیز کے انتقال پر شاید اتنا افسوس نہ ہو جتنا کانفرنس کے التواء پر ہوا۔ لیکن قدرت کے اپنے فیصلے ہیں۔ بعض دوست ایک ایک کھمبے پر جہاں بینرز لگے تھے دیکھ کر رونے لگ جاتے۔ بعض دم بخود، لیکن اس کے علاوہ چارہ نہ تھا۔ اگلے روز ۳۰ رمئی کو قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے دفتر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت و جمعیت علماء اسلام کا غیر رسمی تین گھنٹے کا اجلاس ہوا۔ جمعیت علماء اسلام کی طرف سے مولانا فضل الرحمٰن، مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا مفتی کفایت اللہ، مولانا عبدالواسع۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا سید عبدالمجید ندیم، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد طیب فاروقی نے شرکت کی۔ کانفرنس کے التواء کے نتائج وعواقب اور آئندہ کے انعقاد پر مشاورت ہوئی۔ سب نے التواء کے فیصلہ کو دانشمندانہ قرار دیا۔ دن رات فون آتے رہے۔ سب ساتھی افسردہ ودل گرفتہ تھے۔ لیکن سب نے اس فیصلہ کو مستحسن قرار دیا۔ لیجئے صاحب وہی ہوا جو اللہ رب العزت کو منظور تھا۔ آئندہ کے لئے کیا کرنا ہے۔ اس پر بھی یہی کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ توفیق سے تلافی مافات کریں گے۔ بلکہ اس فرض کو اتاریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کیا بعید ہے کہ اس سے بھی زیادہ شان وشوکت کے ساتھ کانفرنس کریں گے۔ جمادی الثانی سے شوال کے آخر تک تحصیل کی سطح کی کانفرنسوں کا اور سرگودھا، چناب نگر قومی کانفرنسوں کے لئے تیاری کا آغاز کر دیا ہے۔ اس دوران برمنگھم کی کانفرنس بھی ہوگی اور سالانہ ردقادیانیت کورس چناب نگر بھی آب وتاب سے منعقد ہوگا۔ اس کے بعد صرف راولپنڈی نہیں بلکہ دوسرے اہم مقامات پر بھی آل پاکستان ختم نبوت کانفرنسوں کا جال بچھایا جائے گا۔ لیکن سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق وعنایت سے ہوگا۔ اللہ رب العزت ذوالجلال والاکرام ضرور اس کی توفیق سے نوازیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک اور ہم سب پر رحم فرمائیں۔ آمین!

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.LAULAK.INFO

سیدنا امام زین العابدین علی بن حسینؓ!

شاہ معین الدین احمد ندویؒ

نام ونسب: علی نام، ابوالحسن کنیت، زین العابدین لقب۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے فرزند اصغر اور ریاض نبوت کے گل تر تھے۔ کربلا کے میدان میں اہل بیتؓ نبوی کا چمن اجڑنے کے بعد یہی ایک پھول باقی رہ گیا تھا جس سے دنیا میں شمیم سعادت پھیلی اور حسینؓ کا نام باقی رہا۔ دادھالی شجرہ آفتاب سے زیادہ روشن اور ماہتاب سے زیادہ منور ہے۔ لیکن نانہالی شجرہ بہت مختلف فیہ ہے۔ مشہور عوام یہ ہے کہ آپ ایران کے آخری تاجدار یزدگر کے نواسہ تھے۔

اس کی تفصیل یوں بیان کی جاتی ہے کہ جب حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں یزدگر کو شکست ہوئی تو اور قیدیوں کے ساتھ اس کی تین لڑکیاں بھی گرفتار ہوئیں۔ حضرت عمرؓ نے دوسرے قیدیوں کے ساتھ انہیں بھی بیچنے کا حکم دیا۔ لیکن حضرت علیؓ نے اختلاف کیا کہ شہزادیوں کے ساتھ عام لوگوں کی لڑکیوں کا سا سلوک نہ کرنا چاہئے اور یہ تجویز پیش کی کہ ان کی قیمت لگوائی جائے۔ اس کی قیمت جتنی بھی لگے گی جو لے گا اسے ادا کرنا ہوگی۔ چنانچہ قیمت لگوا کر تینوں لڑکیوں کو خرید لیا اور ایک حضرت ابوبکرؓ کے صاحبزادے حضرت محمدؒ کو دے دی۔ دوسری حضرت عمرؓ کے فرزند حضرت عبداللہؓ کو عطا فرمائی اور تیسری اپنے صاحبزادے حسینؓ کو۔ ان کے بطن سے حضرت قاسم بن محمدؒ، حضرت سالم بن عبداللہؒ اور حضرت علی بن حسینؓ پیدا ہوئے۔

قدیم مورخ ابن قتیبہ المتوفی ۲۷۶ھ نے (معارف ص۹۴) میں لکھا ہے کہ زین العابدینؓ کی ماں سندھ کی تھیں اور ان کا نام سلافہ یا غزالہ تھا۔ ابن سعد نے غزالہ اختیار کیا ہے۔ لیکن سلسلہ نسب نہیں دیا ہے اور نہ یزدگرد کے شاہی نسب کی طرف اشارہ کیا ہے۔ بہرحال پہلی روایت عقل ونقل ہر اعتبار سے ناقابل اعتبار ہے۔ علامہ شبلیؒ نے الفاروق میں اس پر تفصیلی تنقید کی ہے جس سے ان کی بے اعتباری واضح ہو جاتی ہے۔

مگر بہرحال یہ ظاہر ہے کہ وہ کسی غیر قوم کی خاتون تھیں۔ مگر ان کی سعادت اس سے ظاہر ہے کہ ان کی قسمت میں یہ لکھا تھا کہ نبوت کا سلسلہ نسب انہی کے واسطہ سے دنیا میں قائم ودائم رہے گا۔

ولادت: حضرت زین العابدینؓ ۳۸ھ میں پیدا ہوئے۔ (ابن خلکان جلد اول ص۳۲۱)

واقعہ کربلا: اپنے جد امجد حضرت علیؓ کے عہد میں بچہ تھے۔ اس لئے اس عہد کا کوئی واقعہ لائق ذکر نہیں ہے۔ سن رشد کو پہنچنے کے بعد کربلا کا واقعہ ہائلہ پیش آیا۔ اس سفر میں آپ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ تھے۔ لیکن علالت کی وجہ سے شریک جنگ نہ ہو سکے۔ حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد شمر ذی الجوشن نے آپ کو قتل کرا دینا چاہا۔ لیکن خود اس کے ایک ساتھی کے دل میں خدا نے رحم ڈال دیا۔ اس نے کہا سبحان اللہ ہم اس نوخیز اور بیمار نوجوان کو جس نے جنگ میں بھی کوئی حصہ نہیں لیا قتل نہیں کر سکتے۔ عمر بن سعد بھی پہنچ گیا۔ اس نے شامیوں کو روک دیا کہ اس بیمار اور عورتوں سے کوئی شخص تعرض نہ کرے۔ (ابن سعد ج۵ ص۱۵۱)

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.LAULAK.INFO

قید: اہل بیت کا ایک عقیدت مند شامی آپ پر بہت مہربان ہوگیا تھا۔ اس نے آپ کو چھپالیا۔ وہ آپ کی بڑی خدمت کرتا تھا۔ اس درجہ اس کو آپ کے ساتھ تعلق خاطر تھا کہ آپ کے پاس روتا ہوا آتا تھا اور روتا ہوا واپس چلا جاتا تھا۔ اس کے اس شریفانہ برتاؤ سے آپ بہت متاثر ہوئے۔ لیکن عام شامیوں کی طرح دولت کے مقابلہ میں اس کی عقیدت بھی شقاوت سے بدل گئی۔ ابن زیاد نے آپ کی گرفتاری کے لئے تین سو اشرفی کا انعام مقرر کیا تھا۔ اس کی طمع میں شامی نے آپ کو باندھ کر ابن زیاد کے آدمیوں کے حوالہ کردیا۔ (ابن سعد ج۵ ص۱۵۷)

ابن زیاد سے مکالمہ

گرفتاری کے بعد دوسرے حسینی قیدیوں کے ساتھ آپ بھی ابن زیاد کے سامنے پیش کئے گئے۔ اس نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے۔ آپ نے فرمایا علی۔ نام سن کر اس نے کہا کیا خدا نے علی کو قتل نہیں کردیا۔ آپ خاموش رہے۔ ابن زیاد نے کہا جواب کیوں نہیں دیتے۔ فرمایا میرے دوسرے بھائی کا نام علی تھا۔ ان کو لوگوں نے قتل کیا۔ ابن زیاد بولا لوگوں نے نہیں بلکہ خدا نے قتل کیا۔ حضرت امام خاموش رہے۔ ابن زیاد نے پھر پوچھا۔ آپ نے جواب میں یہ دو آیتیں تلاوت فرمائیں:

”اللہ یتوفی الانفس حین موتھا“ ﴿اللہ ہی نفوس کو ان کی موت کے وقت وفات دیتا ہے۔﴾

”وماکان لنفس ان تموت الا باذن اللہ“ ﴿اور کسی نفس کو بغیر خدا کے اذن کے مرنے کا اختیار نہیں ہے۔﴾

یہ آیت سن کر ابن زیاد نے کہا تم بھی انہی لوگوں میں ہو اور آپ کے قتل کا حکم صادر کردیا۔ یہ حکم سن کر حضرت زین العابدینؒ نے فرمایا ان عورتوں کو کس کے سپرد کروگے؟۔ آپ کی پھوپھی حضرت زینبؓ یہ ظالمانہ حکم سن کر تڑپ گئیں اور حضرت زین العابدینؒ سے چمٹ کر ابن زیاد سے بولیں۔ اگر تو انہیں بھی قتل کرنے پر آمادہ ہے تو ان کے ساتھ مجھے بھی قتل کردے۔ لیکن حضرت امام زین العابدینؒ پر مطلق کوئی خوف و ہراس طاری نہ ہوا۔ آپ نے نہایت سکون واطمینان کے ساتھ فرمایا کہ اگر مجھے قتل کرنا ہے تو کم از کم کسی متقی آدمی کو ان عورتوں کے ساتھ کردو جو انہیں حفاظت کے ساتھ وطن پہنچادے۔ ان کا یہ استقلال دیکھ کر ابن زیاد ان کا منہ تکنے لگا اور اس کے دل میں خدا نے رحم ڈال دیا۔ چنانچہ اس نے عورتوں کے ساتھ رہنے کے لئے آپ کو چھوڑ دیا۔

(ابن سعد ج۵ ص۱۵۷، ابن اثیر ج۴ ص۷۰،۷۱)

شام کا سفر اور یزید سے مکالمہ

اس کے بعد ابن زیاد نے اہل بیتؓ کو یزید کے پاس شام بھجوادیا۔ شام پہنچنے کے بعد یہ حضرات یزید کے سامنے پیش کئے گئے۔ اس نے حضرت امام حسینؓ کا سر دیکھ کر حضرت زین العابدینؒ سے کہا۔ علی! جو کچھ تم دیکھ رہے ہو یہ اس کا نتیجہ ہے کہ تمہارے باپ نے میرے ساتھ قطع رحم کیا۔ میرے حق سے غفلت کی اور حکومت میں جھگڑا کیا۔ امام ممدوح نے اس کے جواب میں یہ آیت پڑھی:

”مآاصاب من مصیبة فی الارض ولافی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.LAULAK.INFO

نبراھا ۰ حدید:۲ ’’﴿تم کو زمین میں اور اپنی جانوں میں جو مصیبتیں پہنچیں ان کو پیدا کرنے سے پہلے ہم نے لکھ رکھا ہے۔﴾

یزید نے اپنے لڑکے خالد سے جو پاس بیٹھا تھا کہا کہ تم اس کا جواب دو۔ مگر وہ نہ دے سکا تو یزید نے خود بتایا کہ تم یہ آیت پڑھو: (طبری ج۷ ص۳۷۶)

’’وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر ۰ شوریٰ:۴‘‘ ﴿اور تم کو جو مصیبت بھی پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہتوں کو معاف کر دیتا ہے۔﴾

اس مجلس میں ایک شامی نے کہا کہ یہ قیدی ہمارے لئے حلال ہیں۔ حضرت علی بن حسینؓ نے فرمایا تو جھوٹ بکتا ہے۔ اگر تو مر بھی جائے تب بھی تیرے لئے یہ جائز نہیں۔ جب تک کہ تو ہمارے مذہب سے نکل نہ جائے۔ (یعنی اسلام پر قائم رہتے ہوئے کسی مسلمان کے لئے مسلمان قیدی عورت جائز نہیں ہے) یزید نے شامی کو خاموش کر کے بٹھا دیا۔ (ابن سعد ج۵ ص۱۵۷)

اہل بیت کا معائنہ کرنے کے بعد یزید نے ان کو شاہی حرم سرا میں ٹھہرایا۔ یہ سب عورتیں ان کی عزیز تھیں۔ اس لئے تین دن تک یزید کے محل میں ماتم بپا رہا۔ جب تک یہ لوگ مقیم رہے یزید ان کے ساتھ نہایت شریفانہ سلوک کرتا رہا۔ زین العابدین کو اپنے ساتھ دستر خوان پر کھلاتا تھا۔ (طبری ج۷ ص۳۷۸)

مدینہ کی واپسی اور یزید کے وعدے

چند دنوں کے قیام کے بعد جب اہل بیتؓ کو کسی قدر سکون ہوا تو یزید نے زین العابدین سے کہا اگر تم ہمارے ساتھ رہنا چاہو تو یہیں رہو۔ میں صلہ رحمی سے پیش آؤں گا اور تمہارا پورا حق ادا کروں گا اور اگر واپس جانا چاہو تو واپس جاسکتے ہو۔ میں تمہارے ساتھ سلوک کرتا رہوں گا۔ زین العابدین نے واپس جانے کی خواہش کی۔ (ابن سعد ج۵ ص۱۵۷)

ان کی خواہش پر یزید نے سرکاری فوج کی نگرانی میں انہیں بحفاظت واپس کر دیا اور رخصت کرتے وقت زین العابدین سے کہا ابن مرجانہ پر خدا کی لعنت ہو۔ اگر میں ہوتا تو حسینؓ جو کہتے اسے مان لیتا اور ان کی جان نہ جانے دیتا۔ خواہ اس میں میری اولاد ہی کیوں نہ کام آجاتی۔ بہرحال اب تو قضائے الٰہی پوری ہوچکی۔ آئندہ جب بھی تم کو کسی قسم کی ضرورت پیش آئے مجھے فوراً لکھنا۔ (طبری ج۳ ص۳۷۹)

مدینہ کا قیام اور عزلت گزینی

اعزہ کی شہادت، گھر کی بربادی اور اپنی بے کسی پر زین العابدین کا دل ایسا ٹوٹ گیا تھا کہ مدینہ آنے کے بعد انہوں نے عزلت نشینی اختیار کر لی اور آئندہ کسی تحریک میں کوئی حصہ نہ لیا اور ہر فتنہ انگیز تحریک سے اپنا دامن بچاتے رہے۔ یزید نے بھی ہر موقع پر ان کا بڑا لحاظ رکھا۔

ابن زبیر کا ہنگامہ اور زین العابدین کی کنارہ کشی

حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے بعد ہی عبداللہ بن زبیرؓ یزید کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ اہل حجاز نے

ان کے ہاتھوں پر بیعت کر لی۔ مکہ اور مدینہ کے باشندوں نے اپنے یہاں سے اموی عمال کو نکال دیا۔ یزید نے حرمین کے باشندوں کی تنبیہ کے لئے مسلم بن عقبہ کو ایک لشکر جرار کے ساتھ روانہ کیا اور امیر عسکر کو ہدایت کر دی کہ زین العابدین کو گزند نہ پہنچنے پائے۔ اہل مدینہ مقابلہ میں آئے۔ لیکن نہایت فاش شکست کھائی۔ ہزاروں آدمی مارے گئے اور یزیدی فوج کئی دن تک مدینۃ الرسول کو لوٹتی رہی۔ اس جنگ میں زین العابدین اور ان کے اعزہ نے کوئی حصہ نہ لیا۔ بلکہ مدینہ چھوڑ کر عقیق چلے گئے۔ مدینہ کو ویران کرنے کے بعد جب مسلم (ابن سعد میں ''مسرف'' لیکن اور تمام تاریخوں میں مسلم نام ہے) عقیق گیا تو زین العابدین کو پوچھا۔ معلوم ہوا موجود ہیں۔ زین العابدین کو خبر ہوئی تو وہ خود اس سے ملنے کے لئے آئے اور اپنے ساتھ اپنے چچازاد بھائیوں ابوہاشم، عبداللہ اور حسن بن محمد بن حنفیہ کو بھی لئے آئے۔ مسلم بڑی عزت وتکریم کے ساتھ ان سے ملا۔ انہیں اپنے تخت پر بٹھا کر مزاج پرسی کے بعد کہا امیرالمومنین نے مجھے آپ کے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت فرمائی تھی۔ آپ نے فرمایا خدا ان کو اس کا صلہ دے۔ مسلم نے دونوں لڑکوں کے متعلق پوچھا۔ زین العابدین نے کہا میرے چچیرے بھائی ہیں۔ یہ معلوم کر کے مسلم نے ان سے ملنے پر مسرت ظاہر کی۔ اس خوش آئندہ ملاقات کے بعد زین العابدین واپس آگئے۔

(اخبار الطوال ص ۲۷۵، ۲۷۶، ابن سعد ج ۵ ص ۱۵۹)

مختار کا خروج اور زین العابدین کی علیحدگی

ایسے زمانہ میں ایک حوصلہ مند ملحد مختار ابن ابی عبید ثقفی حصول حکومت کی طمع میں محبت اہل بیت کے روپ میں خون حسینؓ کے انتقام کی دعوت لے کر اٹھا۔ ہزاروں آدمی اس کے ساتھ ہوگئے۔ اس نے مقصد برآری کے لئے زین العابدین کے پاس ایک گرانقدر رقم نذر بھیج کر درخواست کی کہ آپ ہمارے امام ہیں۔ ہم سے بیعت لے کر ہماری سرپرستی قبول فرمائیے۔ لیکن آپ اس کی حقیقت سے آگاہ تھے۔ اس لئے اس کی درخواست ٹھکرا دی اور مسجد نبوی میں جا کر اس کے فسق وفجور اور کفر والحاد کا پردہ فاش کر کے فرمایا کہ اس نے محض لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے اہل بیت کو آڑ بنایا ہے۔ اس کے فریب میں نہ آنا۔ ان سے مایوس ہوکر مختار نے محمد بن حنفیہ کی طرف رجوع کیا۔ یہ اس کے فریب میں آگئے۔ زین العابدین نے انہیں بھی روکا کہ اہل بیت کی محبت میں اس کا ظاہر اس کے باطن سے مختلف ہے۔ وہ محض محبان اہل بیت کو مائل کرنے کے لئے محبت کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے۔ حقیقت میں اس کو اہل بیت کی دوستی سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ وہ ان کا دشمن ہے۔ اس لئے میری طرح آپ کو بھی اس کا پردہ فاش کرنا چاہئے۔ ابن حنفیہ نے ابن عباسؓ سے اس کا تذکرہ کیا۔ لیکن حضرت حسینؓ کی دردناک شہادت سے تمام محبان اہل بیت خصوصاً اہل ہاشم کے دل زخمی تھے اور ایسی حالت میں جذبات واقعات اور حقیقت دونوں پر غالب آجاتے ہیں۔ اس لئے ابن عباسؓ نے بھی مختار کی حمایت کی اور ابن حنفیہ کو زین العابدین کا کہنا ماننے سے روکا۔

اس کے بعد مختار اٹھا اور بنی امیہ اور ابن زبیرؓ کے ساتھ اس کی بڑی بڑی معرکہ آرائیاں ہوئیں۔ لیکن حضرت امام ان سب سے کنارہ کش رہے اور مختار کے قتل ہوجانے کے بعد بھی اس پر لعنت بھیجتے رہے۔ ابوجعفر کا بیان ہے کہ علی بن حسین باب کعبہ پر کھڑے ہوکر مختار پر لعنت بھیجتے تھے۔ ایک شخص نے کہا کہ خدا مجھے آپ پر فدا کرے

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.LAULAK.INFO

آپ ایسے شخص پر لعنت بھیجتے ہیں جو آپ کے خاندان کی محبت میں مارا گیا۔ فرمایا وہ کذاب تھا اور خدا اور رسول پر بہتان باندھتا تھا۔ (ابن سعد ج۵ ص۱۵۸)

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی اس عزلت نشینی اور کنارہ کشی کے باوجود ابتداء میں عبدالملک کو آپ کی جانب سے دعویٰ خلافت کا خطرہ تھا۔ چنانچہ اس نے آپ کو مدینہ سے شام بجبر بلوالیا تھا۔ لیکن پھر امام زہری نے آپ کی جانب سے صفائی پیش کی کہ زین العابدین کی جانب سے آپ کو بدگمانی غلط ہے۔ انہیں دن رات اپنے نفس اور خدا کی عبادت سے کام ہے۔ وہ کسی جھگڑے میں نہ پڑیں گے۔ زہری کی اس سفارش پر اس نے رہا کر دیا۔

(مختصر صفوۃ الصفوہ ص۱۳۵)

لیکن غالباً یہ بالکل ابتداء کا واقعہ ہے۔ ورنہ بعد میں دونوں کے تعلقات نہایت خوشگوار ہو گئے تھے۔ مروان اور عبدالملک دونوں انہیں بہت مانتے تھے۔ امام زہری کا بیان ہے کہ زین العابدین اپنے خاندان میں سب سے زیادہ سلامت رو اور مطیع تھے۔ مروان اور عبدالملک تمام اہل بیت میں ان کو سب سے زیادہ مانتے تھے۔ (ابن سعد ج۵ ص۱۵۹)

وفات: ۵۴ھ میں مدینۃ الرسول میں وفات پائی اور جنت البقیع میں اپنے بابا حسنؓ اور حضرت عباسؓ کے روضہ میں دفن کئے گئے۔ (ابن خلکان ج اول ص۳۲۱)

فضل وکمال: آپ جس خانوادہ علم کے چشم و چراغ تھے وہ علوم دینی کا سرچشمہ تھا۔ آپ کے جد امجد علم وعمل کے مجمع البحرین تھے۔ اس لئے علم کی دولت گویا آپ کو ورثہ میں ملی تھی۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ واقعۂ کربلا نے ایسا افسردہ خاطر اور دنیا کی ہر شے سے دل ایسا اچاٹ کر دیا تھا کہ علم وفن کی کتاب بھی آپ نے تہ کر دی تھی۔ اس لئے آپ کے علمی کمالات کا ظہور نہ ہوسکا۔ لیکن آپ کا علمی پایہ مسلّم تھا۔ امام زہری کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں ان سے زیادہ افضل کسی کو نہیں پایا۔ (تہذیب الاسماء نوری ج اول ص۳۴۳) امام نووی لکھتے ہیں کہ ہر شے میں ان کی جلالت وعظمت پر سب کا اتفاق ہے۔ (ایضاً)

حدیث: حدیث آپ کے گھر کی دولت تھی۔ اس لئے آپ سے زیادہ اس کا کون مستحق ہوسکتا تھا۔ اگرچہ آپ کا شمار اکابر حافظ حدیث میں نہیں ہے۔ تاہم آپ کی مرویات کثرت کی حد تک پہنچ جاتی ہیں۔ علامہ ابن سعد لکھتے ہیں: ''کان ثقة ماموناکثیر الحدیث عالیاً رفیعا'' (ابن سعد ج۵ ص۱۶۴)

حدیث میں اپنے والد بزرگوار حضرت حسینؓ، اپنے بابا حسنؓ، اپنے چچیرے دادا ابن عباسؓ، اپنی دادی عائشہؓ، ام سلمہؓ، اور صفیہؓ، اور اپنے خاندانی غلام ابورافعؓ (مولیٰ رسول اللہ ﷺ)، ان کے لڑکے عبیداللہؒ، حضرت عائشہؓ کے غلام ذکوانؓ، اور دوسرے بزرگوں میں ابوہریرہؓ، مسور بن مخرمہ اور سعید بن مسیب سے استفادہ کیا تھا۔

(تہذیب التہذیب ج۷ ص۳۰۴)

روایت میں آپ کے والد اور دادا کا سلسلہ سلسلۃ الذہب سمجھا جاتا ہے۔ ابوبکر بن شیبہ کا بیان ہے کہ زہری کی وہ روایات جو علی بن حسینؓ، ان کے والد اور ان کے دادا کے سلسلہ سے مروی ہیں۔ وہ صحیح الاسانید ہیں۔

(ایضاً ص۳۰۵)

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.LAULAK.INFO

تلامذہ: خود آپ سے فیض اٹھانے والوں کا دائرہ بھی خاصہ وسیع تھا۔ آپ کے صاحبزادوں میں محمد، زید، عبداللہ، اور عمر اور عام رواۃ میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، طاؤس بن کیسان، امام زہری، ابوالزناد، عاصم بن عمر بن قتادہ، عاصم بن عبیداللہ، قعقاع بن حکیم، زید بن اسلم، حکم بن عتیبہ، حبیب بن ابی ثابت، ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن، مسلم البطین، یحییٰ بن سعید انصاری، ہشام بن عروہ، علی بن زید بن جدعان وغیرہ لائق ذکر ہیں۔ (ایضاً ص۳۰۵)

فقہ: فقہ میں آپ کا پایہ نہایت بلند تھا۔ امام زہری کہتے تھے کہ میں نے علی بن حسینؓ سے زیادہ کسی کو فقیہ نہیں دیکھا۔ (تذکرۃ الحفاظ ج اول ص۶۵) آپ کے فقہی کمال کی سب سے بڑی سند یہ ہے کہ مدینہ کے مشہور سات فقہا کے بعد آپ ہی کا نمبر تھا۔ (اعلام الموقعین ج اول ص۲۲)

حکیمانہ اقوال: آپ کے اقوال بھی آپ کے علمی کمالات کا آئینہ دار اور پندوموعظت اور حکمت وحقیقت کے اسباق ہیں۔ ان میں سے بعض یہاں نقل کئے جاتے ہیں:

فرماتے تھے مجھے اس مغرور اور فخر کرنے والے پر تعجب آتا ہے جو کل ایک حقیر نطفہ تھا۔ اور کل مردار ہوجائے گا، اور اس شخص پر حیرت ہوتی ہے جو خدا کی ہستی میں شک کرتا ہے۔ حالانکہ خود اس کی پیدائش اس کے سامنے ہے اور اس شخص پر تعجب آتا ہے جو قیامت کے دن دوسری پیدائش کا انکار کرتا ہے۔ جبکہ پہلی تخلیق اس کے سامنے ہے اور اس شخص پر تعجب آتا ہے جو ایک فانی مقام کے لئے عمل کرتا ہے اور دار بقاء کو چھوڑ دیتا ہے۔ احباب کا کھودینا مسافرت ہے۔ خدایا میں تجھ سے اس امر کی پناہ مانگتا ہوں کہ تو لوگوں کی نگاہ میں میرے ظاہر کو تو اچھا دکھا۔ لیکن میری اندرونی حالت کو خراب کردے۔ خدایا میں نے جب کوئی برائی کی تو تو نے میرے ساتھ بھلائی کی۔ آئندہ جب میں ایسا کروں تو تو بھی ایسا ہی کر۔ کچھ لوگ خوف سے خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ یہ غلاموں کی عبادت ہے۔ کچھ جنت کی طمع میں عبادت کرتے ہیں۔ یہ تاجروں کی عبادت ہے۔ کچھ خاص شکر الٰہی میں عبادت کرتے ہیں۔ یہی آزادوں کی عبادت ہے۔ (اعلام الموقعین ج اول ص۲۲)

سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے
اے بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

آپ کے صاحبزادے محمد روایت کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے وصیت کی تھی کہ پانچ آدمیوں کے ساتھ کبھی نہ رہنا۔ میں نے عرض کیا کون۔ فرمایا فاسق کے ساتھ وہ تم کو ایک لقمہ بلکہ اس سے بھی کم میں بیچ دے گا۔ میں نے پوچھا اس سے کیا کم شے ہے۔ فرمایا ایک لقمہ کی طمع کی جائے اور وہ ملے بھی۔ میں نے پوچھا دوسرا کون۔ فرمایا بخیل۔ وہ اس چیز کو جس کی تم کو سب سے زیادہ ضرورت ہوگی تم سے علیحدہ کردے گا۔ میں نے پوچھا تیسرا کون۔ فرمایا کذاب۔ وہ سراب کی طرح قریب کو تم سے دور کردے گا اور دور کو قریب۔ میں نے عرض کیا چوتھا کون۔ فرمایا احمق کہ وہ تم کو فائدہ پہنچانا چاہے گا مگر الٹا نقصان پہنچادے گا۔ میں نے کہا پانچواں کون۔ فرمایا قاطع رحم۔ میں نے اس کو کتاب اللہ میں تین مقام پر ملعون پایا۔ (ایضاً)

فرماتے وہ شخص کس طرح تمہارا دوست ہوسکتا ہے کہ جب تم اس کی تھیلی سے اپنی ضرورت کے موافق لو تو اس کو خوشی نہ ہو۔ (تہذیب الاسماء ج اول ص۳۴۳)

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAULAK.INFO

خشیت الٰہی: خشیت الٰہی ہی وہ تخم ہے جس سے شجر اخلاق کی شاخیں پھوٹتی ہیں۔ آپ کا دل خشیت الٰہی سے لبریز رہتا تھا اور اکثر وہ اس خوف سے بے ہوش ہوجاتے تھے۔ ابن عینیہ کا بیان ہے کہ علی بن حسینؓ حج کو گئے۔ احرام باندھنے کے بعد جب سواری پر بیٹھے تو مارے خوف کے ان کا رنگ زرد پڑ گیا اور ایسا لرزہ طاری ہوا کہ زبان سے لبیک تک نہ نکل سکا۔ لوگوں نے کہا آپ لبیک کیوں نہیں کہتے۔ فرمایا ڈر معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ میں لبیک کہوں اور ادھر سے جواب ملے لا لبیک یعنی تیری حاضری قبول نہیں۔ لوگوں نے کہا مگر لبیک کہنا تو ضروری ہے۔ لوگوں کے اصرار سے کہا۔ مگر جیسے ہی زبان سے لبیک نکلا بیہوش ہوکر سواری سے گر پڑے۔ اور حج ہونے تک یہی کیفیت طاری رہی۔ (تہذیب التہذیب ج۷ص۳۰۶) جب زور سے ہوا چلتی تھی اور آندھی آتی تھی تو عذاب الٰہی کے خوف سے بیہوش ہوجاتے تھے۔ (مختصر صفوۃ الصفوہ ص۱۳۴)

عبادت وریاضت: آپ کی رگوں میں ان بزرگوں کا خون صالح تھا جن کی عبادت زیر شمشیر جفا بھی نہ چھوٹی۔ اس کا یہ اثر تھا کہ ان کی ذات زہد وعبادت کا مجسم پیکر تھی۔ سعید بن مسیب جو خود بڑے عابد وزاہد بزرگ تھے فرماتے تھے کہ علی بن حسینؓ سے زیادہ ورع میری نظر نہیں گزرا۔ عبادت آپ کی زندگی کا مشغلہ تھی۔ آپ کے اوقات کا بیشتر حصہ عبادت میں گزرتا تھا۔ شبانہ یوم میں ایک ہزار رکعتیں پڑھتے تھے اور مرتے دم تک اس معمول میں فرق نہ آیا۔ اس عبادت کی وجہ سے زین العابدین لقب ہوگیا تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ ج اول ص۶۵) قیام لیل سفر وحضر کسی حالت میں ناغہ نہ ہوتا تھا۔ (مختصر صفوۃ الصفوہ ص۱۳۷)

اخلاص فی العبادت اور خشیت الٰہی کا یہ حال تھا کہ حضوری کے وقت سارے بدن میں لرزہ طاری ہوجاتا تھا۔ عبداللہ بن سلیمان کا بیان ہے کہ جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو سارے بدن میں لرزہ طارہ ہوجاتا تھا۔ لوگوں نے پوچھا آپ کو یہ کیا ہوجاتا ہے۔ فرمایا تم لوگ کیا جانو میں کس کی حضور میں کھڑا ہوتا ہوں اور کس سے سرگوشی کرتا ہوں۔ (ابن سعد ج۵ص۱۶۰)

محویت کا یہ عالم تھا کہ نماز کی حالت میں کچھ بھی ہوجائے آپ کو خبر نہ ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ آپ سجدہ میں تھے کہ کہیں پاس ہی آگ لگی۔ لوگوں نے آپ کو بھی پکارا، یا ابن رسول اللہ آگ لگی، یا ابن رسول اللہ آگ لگی۔ لیکن آپ نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا تا آنکہ آگ بجھ بھی گئی۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو آگ کی جانب سے اس قدر بے پرواہ کس چیز نے کردیا تھا۔ فرمایا دوسری آگ (آتش دوزخ) نے۔ (مختصر صفوۃ الصفوہ ص۱۳۳)

روزانہ کا معمول تھا کہ آپ اور سلیمان بن یسار مسجد نبوی میں قبر نبوی اور منبر نبوی کے درمیان دن چڑھے تک مذاکرہ حدیث اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ اٹھتے وقت عبداللہ بن ابی سلمہ قرآن کی ایک سورۃ سناتے تھے۔ قرآن سننے کے بعد دعا کرتے تھے۔ (ابن سعد ج۵ص۱۶۰)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

آپ کے جد امجد دنیا میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اس لئے آپ نے اس کو ہمیشہ اپنا فرض سمجھا۔ اس سے غفلت کو کتاب اللہ سے غفلت شمار کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ امر بالمعروف اور نہی عن

المنکر کا تارک کتاب اللہ کو پس پشت ڈالنے والے کی طرح ہے۔ بشرطیکہ وہ اپنے بچاؤ کے لئے اسے نہ چھوڑے۔ لوگوں نے بچاؤ کا مطلب پوچھا۔ فرمایا جب کسی ظالم اور سرکش کی زیادگی کا خوف ہو۔ (ایضاً ص ۱۵۸)

انفاق فی سبیل اللہ

انفاق فی سبیل اللہ، فیاضی اور دریا دلی آپ کا خاص وصف تھا۔ آپ خدا کی راہ میں بے دریغ دولت لٹاتے تھے۔ فقراء اور اہل حاجت کی دستگیری کے لئے ہمیشہ آپ کا دست کرم دراز رہتا تھا۔ مدینہ کے معلوم نہیں کتنے غریب گھرانے آپ کی ذات سے پرورش پاتے تھے اور کسی کو خبر تک نہ ہونے پائی۔ آپ کی وفات کے بعد معلوم ہوا کہ خفیہ مستقل سو گھرانوں کی کفالت کرتے تھے۔ (تہذیب الاسماء ج اول ص ۳۴۳) لوگوں سے چھپانے کے لئے بہ نفس نفیس خود راتوں کو جاکر ان کے گھروں پر صدقات پہنچاآتے تھے۔ مدینہ میں بہت سے لوگ ایسے تھے جن کی معاش کا کوئی ظاہری وسیلہ نہ معلوم ہوتا تھا۔ آپ کی وفات کے بعد معلوم ہوا کہ آپ رات کی تاریکی میں خود جاکر ان کے گھروں پر دے آتے تھے۔ (مختصر صفوۃ الصفوہ ص ۱۳۴) غلہ کے بڑے بڑے بورے اپنی پیٹھ پر لاد کر غریبوں کے گھر پہنچاتے تھے۔ وفات کے بعد جب غسل دیا جانے لگا تو جسم مبارک پر نیل کے داغ نظر آئے۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ آٹے کی بوریوں کے بوجھ کے داغ ہیں جنہیں آپ راتوں کو لاد کر غرباء کے گھر پہنچاتے تھے۔ (ایضاً) آپ کی وفات کے بعد اہل مدینہ کہتے تھے کہ خفیہ خیرات زین العابدین کے دم سے تھی۔ سائلین کا بڑا احترام کرتے تھے۔ جب کوئی سائل آتا تو میرے توشہ کو آخرت کی طرف لے جانے والے مرحبا کہہ کر اس کا استقبال کرتے۔ (ایضاً) سائل کو خود اٹھ کر دیتے تھے اور فرماتے تھے صدقات سائل کے ہاتھ میں جانے سے پہلے خدا کے ہاتھ میں جاتے ہیں۔ (ابن سعد ج ۵ ص ۱۶۰) عمر میں دو مرتبہ اپنا کل مال ومتاع آدھا آدھا خدا کی راہ میں دے دیا۔ (ایضاً) پچاس پچاس دینار کی قیمت کا لباس صرف ایک موسم میں پہن کر فروخت کرتے اور اس کی قیمت خیرات کردیتے تھے۔ (ایضاً) اکل حلال کا آپ کو اس درجہ اہتمام تھا کہ اگر آپ چاہتے تو اپنے بزرگوں کے نام پر بڑی دولت کماسکتے تھے۔ لیکن آپ نے رسول اللہ ﷺ کی نسبت یا نام سے ایک درہم کا بھی فائدہ نہیں اٹھایا۔ (تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۳۰۵)

حلم و بردباری: تحمل اور بردباری میں اپنے بابا حضرت حسنؓ کے مشابہ تھے۔ آپ تحمل کی ایسی چٹان تھے کہ زبان کے تیز سے تیز نشتر اس پر اثر نہ کرتے تھے۔ ناگوار سے ناگوار اور تلخ سے تلخ باتیں سن کر پی جاتے تھے۔ کوئی جواب نہ دیتے تھے۔ آپ کے تحمل کا یہ اثر ہوتا تھا کہ جب مسجد سے اٹھ کر آنے لگتے تو گالی دینے والے روتے ہوئے آپ کے ساتھ ہوجاتے اور کہتے اب آئندہ آپ کبھی زبان سے ایسا کلمہ نہ سنیں گے جو آپ کو برا معلوم ہو۔

(مختصر صفوۃ الصفوہ ص ۱۳۵)

اکثر ایسا ہوتا تھا کہ آپ بکنے والے کی جانب متوجہ ہی نہ ہوتے تھے۔ گویا آپ کو کہہ ہی نہیں رہا ہے۔ بعض گستاخ ایسے جری اور بے باک تھے کہ آپ کو جتاتے کہ میں تم ہی کو کہہ رہا ہوں۔ یہ سننے کے بعد بھی آپ جواب دینے میں چشم پوشی کرتا ہوں۔ (ایضاً) ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کو نا ملائم الفاظ کہے۔ آپ سنی ان سنی بنا گئے۔ اس شخص نے کہا میں تم کو کہہ رہا ہوں۔ آپ نے کہا میں چشم پوشی کرتا ہوں۔ اگر کبھی جواب بھی دیتے تو ایسا کہ کہنے والا خود

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.LAULAK.INFO

منفعل ہو جاتا۔ ایک مرتبہ آپ مسجد سے نکلے۔ راستہ میں ایک شخص ملا اور آپ پر گالیاں برسانی شروع کر دیں۔ آپ کے غلام اور خدام اس کی طرف لپکے۔ آپ نے روک دیا اور اس شخص سے فرمایا کہ میرے جو حالات تم سے مخفی ہیں وہ اس سے زیادہ ہیں۔ تمہاری کوئی ایسی ضرورت ہے جس میں میں تمہاری امداد کر سکتا ہوں۔ یہ جواب سن کر وہ شخص سخت شرمندہ ہوا۔ آپ نے اپنا کرتہ اتار کر اسے دے دیا اور ایک ہزار درہم سے زیادہ نقد عطا فرمائے۔ اس شخص پر آپ کے اس حسن انتقام کا اتنا اثر ہوا کہ بے اختیار اس کی زبان سے نکل گیا: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے ہیں۔“ (ایضاً) ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ فلاں شخص آپ کو برا بھلا کہتا ہے۔ آپ اس خبر دینے والے کو لے کر اس شخص کے پاس پہنچے۔ خبر دینے والا یہ سمجھا تھا کہ آپ نے اس کو مدد کے لئے اپنے ساتھ لیا ہے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے اس شخص سے فرمایا تم نے جو کچھ میرے بارہ میں کہا ہے اگر وہ صحیح تو خدا میری مغفرت فرمائے اور اگر جھوٹ ہے تو خدا تمہاری مغفرت فرمائے۔ (مختصر صفوۃ الصفوہ ص ۱۳۷)

عفو و درگزر: آپ اپنے انتہائی کینہ پرور دشمنوں سے بھی جن سے آپ کو بڑی بڑی تکلیفیں پہنچی تھیں موقع ملنے کے بعد انتقام نہ لیتے تھے۔ ہشام بن اسماعیل والئی مدینہ آپ کو اور آپ اہل بیت کو سخت اذیت پہنچاتا تھا اور برسر منبر اس کو بیان کرتا تھا اور حضرت علیؓ پر اعلانیہ سب و شتم کرتا تھا۔ ولید بن عبدالملک نے جو شاید اس سے کسی بات پر کچھ برہم تھا اپنے زمانہ میں اسے معزول کر دیا اور حکم دیا کہ لوگوں کے مجمع میں کھڑا کیا جائے کہ لوگ اس سے اپنا بدلہ لیں۔ ہشام کا بیان ہے کہ مجھے سب سے زیادہ خطرہ علی بن حسین کی جانب سے تھا کہ وہ ایک بااثر آدمی تھے۔ لیکن انہوں نے اپنے لڑکوں اور حامیوں کو منع کر دیا کہ کوئی شخص ہشام سے تعرض نہ کرے۔ آپ کے صاحبزادے عبداللہ نے عرض کیا۔ کیوں۔ خدا کی قسم اس نے ہمارے ساتھ بہت برائیاں کی ہیں۔ ہم کو تو ایسے وقت کا انتظار ہی تھا۔ فرمایا ہم اس کو خدا کے سپرد کرتے ہیں۔ آپ کے اس ارشاد کے بعد ان میں سے کسی نے اس کے متعلق ایک لفظ منہ سے نہ نکالا۔ ہشام پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ اس کو زین العابدین کے فضل کا اعتراف کرنا پڑا۔ (ابن سعد ج ۵ ص ۱۶۳)

نرمی و ملاطفت: آپ فطرۃً بڑے نرم خو تھے۔ درشتی اور سختی کا آپ میں نام تک نہ تھا۔ جانوروں تک کو مارتے اور جھڑکتے نہ تھے۔ ہشام بن عروہ کا بیان ہے کہ علی سواری پر مکہ جاتے تھے اور واپس آتے تھے اور اس طویل سفر میں کبھی اپنی سواری کو نہ مارتے تھے۔ (ایضاً)

محبوبیت و جلالت: اس تحمل، اس عفو و درگزر اور اس نرمی اور ملاطفت کی وجہ سے آپ کی محبت و عظمت لوگوں کے دلوں میں جاگزیں تھی کہ جدھر نکل جاتے تھے۔ آپ کو راستہ دینے کے لئے ہجوم چھٹ جاتا تھا۔ اس سلسلہ میں آپ اور ہشام بن عبدالملک کا ایک واقعہ ذکر ہے۔ ہشام بن عبدالملک ایک دفعہ اپنی ولی عہدی کے زمانہ میں عمائد شام کے ساتھ حج کو گیا۔ طواف کرنے کے بعد حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے بڑھا۔ لیکن ہجوم اتنا تھا کہ انتہائی کوشش کے باوجود نہ پہنچ سکا۔ مجبور ہو کر رک گیا اور اژدھام کا تماشہ دیکھنے کے لئے پاس ہی اس کے ایک کرسی بچھادی گئی۔ ابھی وہ تماشہ دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں امام زین العابدین آئے اور طواف کر کے حجر اسود کی طرف بڑھے۔ انہیں دیکھ کر خود بخود بھیڑ چھٹ گئی اور انہوں نے آسانی کے ساتھ حجر اسود کا بوسہ دیا۔ یہ منظر دیکھ کر ایک شامی

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.LAULAK.INFO

نے ہشام سے پوچھا یہ کون شخص ہے جس کی لوگوں کے دلوں میں اتنی ہیبت ہے۔ ہشام آپ کو خود پہچانتا تھا۔ لیکن محض شامیوں کے دلوں میں زین العابدین کی عظمت نہ قائم ہوجائے اوران کی توجہ کوان کی طرف سے ہٹانے کے لئے کہا میں نہیں پہچانتا۔ فرزدق شاعر بھی موجود تھا۔ یہ تجاہل عارفانہ سن کر اس کی شراب عقیدت جوش میں آ گئی۔ اس نے کہا میں ان کو جانتا ہوں۔ شامی نے پوچھا کون ہیں۔ فرزدق نے اسی وقت زین العابدین کی شان میں ایک پرزور مدحیہ قصیدہ پڑھا۔ جس کے بعض اشعار یہ ہیں: (یہ واقعہ نہایت مشہور ہے اور بہت سی تاریخوں میں ہے)

هذا الذی تعرف البطحاء وطاته — والبیت یعرفه والحل والحرم
هذا ابن خیر عباد الله کلهم — هذا التقی انقی الطاهر العلم
اذا راته قریش قال قائلها — الی مکارم هذا اینتهی الکرم
ولیس قولك من هذ الضائره — العرب تعرف من انکرت والعجم
ماقال لاقط الا فی تشهده — لولا التشهد کانت لاءه نعم
یکاد یمسکه عرفان راحته — رکن الحطیم اذا ماجاء یستلم
مقدم بعد ذکر الله ذکرهم — فی کل امرو مختوم به الکلم
یغضی حیاء ویغضی من مهابته — ولا یکلم الاحین یتبسم
هذا ابن فاطمة ان کنت جاهله — بجده انبیاء الله قد ختموا

یہ قصیدہ سن کر ہشام فرزدق سے بگڑ گیا اور اس کو قید کر دیا۔ امام زین العابدین نے اس کے صلہ میں فرزدق کو بارہ ہزار درہم عطا فرمائے۔ اس نے یہ کہہ کر واپس کر دیئے کہ میں نے خدا اور رسول کی خوشنودی کے لئے مدح کی تھی۔ انعام کی طمع میں نہیں۔ امام زین العابدین نے اس پیام کے ساتھ پھر اس کے پاس بھجوا دیئے کہ ہم اہل بیت جب کسی کو کچھ دیتے ہیں تو پھر واپس نہیں لیتے۔ خدا تمہاری نیت سے واقف ہے۔ وہ اس کا اجر علیحدہ دے گا۔ خدا تماری سعی مشکور فرمائے۔ اس پیام کے بعد تعمیل ارشاد میں فرزدق نے درہم لے لئے۔ (مختصر صفوۃ الصفوہ ص ۱۳۶)

غرور سے نفرت

آپ جس خانوادہ کے رکن رکین اور جس رتبہ کے بزرگ تھے اس کے لحاظ سے آپ میں عجب وغرور کا پیدا ہوجانا تعجب انگیز نہ تھا۔ لیکن آپ میں اس کا شائبہ تک نہ تھا۔ بلکہ اس کے برعکس بڑے متواضع اور منکسر تھے۔ غرور سے سخت نفرت کرتے تھے۔ فرماتے تھے مجھے اس متکبر اور مغرور انسان پر تعجب آتا ہے جو کل ایک حقیر نطفہ تھا اور کل پھر مردار ہوجائے گا۔ آپ کی چال ایسی متواضعانہ تھی کہ چلنے میں دونوں ہاتھ رانوں سے آگے نہ بڑھنے پاتے تھے۔ (ایضاً)

مساوات

غرور نسب کو عملاً مٹانے اور مساوات کی عملی مثال قائم کرنے کے لئے اپنی ایک لڑکی کی شادی اپنے ایک

غلام سے کردی تھی اور ایک لونڈی کو آزاد کر کے اس کے ساتھ خود عقد کر لیا تھا۔ عبدالملک کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے خط لکھ کر اس فعل پر ملامت کی۔ آپ نے جواب میں لکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات تمہارے لئے نمونہ ہے۔ آپ نے صفیہؓ بنت حیّ کو (جو لونڈی تھیں) آزاد کر کے اپنے عقد میں لے لیا تھا اور اپنے غلام زید بن حارثہؓ کو آزاد کر کے ان سے اپنی پھوپھی زاد بہن زینب بنت جحش کی شادی کر دی تھی۔ (طبقات ابن سعد ج۵ ص۱۵۹)

محبت اہل بیت میں اعتدال کی ہدایت

عموماً مدعیان محبت اہل بیت شدت غلو میں اہل بیت کرام کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتے ہیں۔ امام زین العابدین اس قسم کی گمراہ کن اور غیر معتدل محبت کو سخت ناپسند فرماتے تھے اور انہیں ایسی محبت سے روکتے تھے۔ فرماتے تھے کہ تم لوگ ہمارے ساتھ اسلام کی بتائی ہوئی حد تک محبت کرو۔ خدا کی قسم تم لوگ ہمارے متعلق یہاں تک کہتے رہے کہ بہت سے لوگوں کی نظروں میں ہم کو مبغوض بنا دیا۔ (ایضاً) کبھی فرماتے ہمارے ساتھ خدا کے لئے اسلام کی بتائی محبت کیا کرو۔ تمہاری محبت تو ہمارے لئے عار بن گئی ہے۔ (ایضاً)

خلفائے ثلثہ کے ساتھ حسن عقیدت

اپنے حق پرست اسلاف کی طرح خلفائے ثلثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ امام زین العابدین بھی سچی عقیدت رکھتے تھے۔ ان کی برائی سننا پسند نہ فرماتے تھے اور برائی کرنے والوں کو اپنے یہاں سے نکال دیتے تھے۔ ایک مرتبہ چند عراقی آپ کے پاس آئے اور شاید اس غلط فہمی میں کہ آپ بھی ان کے گمراہ کن خیالات میں ان کے ہمنوا ہوں گے۔ آپ کے سامنے خلفائے ثلثہ کے متعلق کچھ نازیبا باتیں کہیں۔ آپ نے کلام اللہ کی ان آیات کی طرف:

”للفقراء المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم واموالهم يبتغون فضلا من الله ورضوانا وينصرون الله ورسوله اولئك هم الصادقون“ ﴿مال غنیمت میں ان محتاج مہاجرین کا بھی حق ہے جو اپنے وطن سے نکالے گئے اور اپنے مال سے محروم کئے گئے اور وہ خدا کے فضل اور اس کی رضامندی کے طالب ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی لوگ سچے ہیں۔﴾

جس میں مہاجرین کے فضائل بیان کئے گئے ہیں ارشاد فرما کر پوچھا تم کہہ سکتے ہو کہ تم ان مہاجرین اولین میں سے ہو جو اپنے وطن سے نکالے گئے اور اپنی جائیداد اور دولت سے محروم کئے گئے اور خدا کے فضل اور اس کی رضامندی کے متلاشی ہیں اور اس کی اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔

عراقیوں نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے اسی آیت کے دوسرے ٹکڑے کی طرف:

”والذين تبوؤالدار والايمان من قبلهم يحبون من هاجر اليهم ولايجدون فى صدورهم حاجة مما اوتوا ويؤثرون على انفسهم ولوكان بهم خصاصة ومن يوق شح نفسه فاؤلائك هم المفلحون • حشر:۱“

﴿اور ان لوگوں کا بھی حق ہے جو ان کے (مہاجرین) سے پہلے مدینہ میں رہتے ہیں اور اسلام میں داخل

ہو چکے ہیں اور جوان کی طرف ہجرت کر کے آتا ہے اس سے محبت کرتے ہیں اور (مال غنیمت) جو مہاجرین کو دیا جاتا ہے اپنے دل میں اس کی خواہش نہیں پاتے اور خواہ ان پر تنگی کیوں نہ ہو (مہاجرین کو) اپنے اوپر مقدم رکھتے ہیں جو اپنے نفس کو بخل سے بچائے گا وہی لوگ فلاح پائیں گے۔﴾

جو انصار کے فضائل میں ہے اشارہ کر کے پوچھا کہ کیا تم ان لوگوں میں ہو جوان لوگوں (مہاجرین) کی ہجرت کے پہلے سے (مدینہ میں) گھر رکھتے ہیں اور ایمان لا چکے ہیں اور جوان کے یہاں ہجرت کر کے جاتا ہے اس سے محبت کرتے ہیں۔

عراقیوں نے کہا ان میں سے بھی نہیں۔ فرمایا تم کو خود اعتراف ہے کہ تم دونوں جماعتوں میں سے نہیں ہو۔ اب میں تم کو بتاتا ہوں کہ تم اس جماعت میں بھی نہیں ہو جن کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

''والذین جآءوا من بعدهم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلاللذین آمنوا ربنآ انك رؤف رحیم'' ﴿اور وہ لوگ جوان کے (مہاجرین) بعد آئے اور کہتے ہیں کہ ہمارے رب ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ہم سب سے پہلے ایمان لا چکے مغفرت فرما اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے کینہ نہ رکھ اے ہمارے رب تو رؤف الرحیم ہے۔﴾

جب تم ان تینوں اسلامی جماعتوں میں سے کسی میں بھی نہیں ہو تو خدا تم کو غارت کرے میرے یہاں سے نکل جاؤ۔ (صفوۃ الصفوۃ ص ۱۳۴)

حضرت عثمانؓ کے متعلق ارشاد فرماتے تھے کہ خدا کی قسم وہ ناحق شہید کئے گئے۔ (ابن سعد ج۵ ص۱۶۰)

حلیہ: صورت نہایت حسین وجمیل تھی۔ بدن سے خوشبو پھوٹتی تھی۔ (ایضاً) شانوں تک زلفیں تھیں۔ مانگ نکلی رہتی تھی۔ (ایضاً) خضاب کبھی سیاہ اور کبھی سرخ دونوں استعمال کرتے تھے۔

لباس: نہایت خوش لباس تھے۔ خز کا جو ایک بیش قیمت کپڑا ہے۔ جبہ اور اسی کی چادر استعمال کرتے تھے۔ ایک ایک چادر کی قیمت پچاس پچاس اشرفی تک ہوتی تھی اور محض ایک موسم پہن کر اس کو بیچ کر قیمت خیرات کر دیتے تھے۔ سردیوں میں لومڑیوں کا سمور استعمال کرتے تھے۔ رنگوں میں سپید سرخ، زرد اور سیاہ ہر قسم کا رنگ استعمال کرتے تھے۔ گول سر کی جوتی پہنتے تھے۔ (ایضاً)

نفاست: مزاج میں بڑی لطافت و نفاست تھی۔ گندگی کو مطلق برداشت نہ کر سکتے تھے۔ بہت سی چیزوں کو محض دوسروں کی خاطر انگیز کرتے تھے۔ ابو جعفر کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ علی بن حسین بیت الخلاء گئے۔ میں ہاتھ دھونے کے لئے پانی لئے ہوئے دروازہ پر کھڑا تھا۔ بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد فرمایا میں نے بیت الخلاء میں ایسی شے دیکھی جس نے مجھے شک میں ڈال دیا۔ میں نے پوچھا وہ کیا۔ فرمایا میں نے دیکھا کہ مکھیاں غلاظت پر بیٹھتی ہیں۔ پھر اڑ کر آدمی کی جلد پر بیٹھتی ہیں۔ اس لئے میں نے ارادہ کیا کہ بیت الخلاء جانے کے لئے ایک خاص لباس بنواؤں۔ پھر سوچ کر فرمایا کہ جس چیز کی لوگوں کو استطاعت نہ ہو اسے مجھے بھی نہ کرنا چاہئے۔ (ابن خلکان ج اول ص ۴۵۰)

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAOLAK.INFO

حضرت سیدنا امیر معاویہؓ!

ادارہ!

حضور نبی کریمﷺ کی تاریخ ساز شخصیت اور انسان نواز والا صفات نے اپنی جماعت صحابہؓ کی اس انداز واسلوب سے سیرت سازی اور تہذیب وتربیت کی کہ وہ ہدایت کے ستارے اور راہروان جادۂ حق کے لئے روشنی کے مینار ثابت ہوئے کہ ان میں سے کسی کا اتباع بھی متلاشیان حق کو مرضیات خداوندی کا مستحق بنادیتا ہے۔

حضرت عمرؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ پیغمبر خداﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اپنے بعد اپنے صحابہؓ کے اختلاف کے بارے میں پوچھا تو مجھے کہا گیا کہ تیرے صحابہؓ بلاشبہ میرے نزدیک آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں۔ بعض ایک دوسرے سے زیادہ قوی اور طاقتور ہیں۔ ہر ایک نورانی ہے۔ آپس کے اختلاف کے اس حال میں سے جس نے ان سے جو کچھ لیا وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔

حضور نبی کریمﷺ کے فیض صحبت نے ان کی قلب ماہیت کردی تھی۔ جس کا نقشہ بعض اہل بصیرت نے یوں کھینچا ہے:

در فشانی نے تیری قطروں کو دریا کردیا
دل کو روشن کردیا آنکھوں کو بینا کردیا

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

مجمل سوانحی خاکہ

حضرت امیر معاویہؓ بن ابوسفیان (ابوسفیان کا نام صخر ہے) بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کا شجرہ نسب پانچویں پشت میں آنحضرتﷺ کے خاندان سے جاملتا ہے۔ امیہ جاہلیت کے دور میں قریش کے سرداروں میں سے تھے اور شرف اور بزرگی اور علو مرتبت میں اپنے چچا ہاشم بن عبد مناف کی طرح تھے۔

حضرت معاویہؓ بعثت نبوی سے پانچ سال پیشتر مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور فتح مکہ کے دن اور بقول ابن قتیبہ فتح مکہ سے ذرا پہلے اسلام لائے۔ اسی دن ان کے والد ابوسفیانؓ، ان کا بھائی یزیدؓ اور ان کی ماں ہندہؓ اسلام سے مشرف ہوئے۔ اسلام لانے کے وقت حضرت امیر معاویہؓ کی عمر تیئس سال تھی۔ حضورﷺ نے انہیں کاتب وحی بنادیا۔ فتح مکہ کے دن رسول اللہﷺ نے اعلان کرادیا کہ جو اپنی تلوار نیام میں کردے، جو مسجد حرام میں داخل ہوجائے اور جو حضرت ابوسفیان اور حضرت حکیم بن خرام کے گھر میں داخل ہوجائے وہ امن میں ہے۔ یہ وہ شرف اور بزرگی ہے جو انہی کا حصہ ہے۔ چنانچہ بے شمار افراد نبی امیہ اسلام لائے اور اشاعت اسلام کا کام کیا۔

حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور اپنی بہن ام المؤمنین حضرت

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

ام حبیبہؓ بنت ابوسفیانؓ وغیرہم سے حدیث کی روایت کی اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت معاویہ بن خدیج، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، مروان بن حکم اور حضرت سعید بن المسیب وغیرہم نے روایت کی۔ بنی امیہ کے افراد نے مرتدین کے خلاف جنگ میں داد شجاعت دی اور مردانگی کے جوہر دکھائے۔

حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد اہل کوفہ نے حضرت امام حسنؓ کی بیعت کر لی۔ تاہم حضرت امام حسنؓ امت مسلمہ کو خونریزی اور خانہ جنگی سے بچانے کے لئے بغرض شرائط پر حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے اور اس طرح حضرت امیر معاویہؓ تمام عالم اسلام کے فرمانروا بن گئے۔ مگر خوارج کی جماعت ایسی تھی جس نے امیر معاویہؓ کی سیادت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور جب کبھی موقع ملا بغاوت وشورش برپا کرنے سے دریغ نہ کیا۔

چنانچہ حضرت امیر معاویہؓ نے کوفی خوارج کی بغاوت کو فرو کر کے ۴۱ھ میں ان کا قلع قمع کیا۔ مستورد خارجی کی سازش کو ناکام بنایا۔ پھر اس کی بغاوت پر ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ تا آنکہ اس کے ساتھیوں میں سے صرف پانچ افراد زندہ بچے۔ اسی طرح بصرہ کی شورشوں کو دبایا اور مشرقی صوبوں کی تمام بغاوتیں فرو کر کے تمام علاقہ کو مرکز کا مطیع کر لیا۔

بغاوتوں سے نبرد آزما ہونے کے بعد فتوحات کی طرف یکسوئی سے توجہ کی اور افریقہ کا بیشتر حصہ فتح کر لیا۔ جس میں مغرب اقصیٰ، مغرب ادنیٰ اور افریقہ کا وہ حصہ جو حدود الجزائر سے شروع ہو کر حدود مصر پر ختم ہوتا ہے، شامل ہے۔ رومی محاذ، قسطنطنیہ کا محاصرہ اور ہندوستان کی سرحد پر حملے بھی آپ کے دور کے زریں کارنامے ہیں۔ اسی طرح ترکستان کو فتح کرنے کے ساتھ روڈس اور جزیرہ اروئد بھی ۵۴ھ میں اسلامی قلمرو میں شامل کر لئے۔

وصیت ووفات

جمادی الآخرۃ ۶۰ھ میں بیمار ہوئے۔ یزید اس وقت کسی مہم پر گیا ہوا تھا۔ اپنے معتمد خاص ضحاک کو بلا کر یزید کے نام وصیت لکھوائی جو مختصراً درج ذیل ہے: ''اہل حجاز کے حقوق کا ہمیشہ خیال رکھنا کہ وہ تمہاری اصل بنیاد ہیں۔ جو حجازی تمہارے پاس آئے اس سے حسن سلوک سے پیش آنا۔ اس کی عزت کرنا، اس پر احسان کرنا اور جو نہ آئے اس کی خبر گیری کرتے رہنا۔ اہل عراق کی ہر خواہش پوری کرنا۔ اگر وہ روزانہ عاملوں کا تبادلہ چاہیں تو روزانہ تبادلہ کر دینا۔ ایک عامل کا تبادلہ لاکھ تلوار بے نیام کرنے سے ہلکا اور آسان ہے۔ شامیوں کو اپنا مشیر بنانا، ان کا خیال ہر حال میں مدنظر رکھنا۔ جب تمہارا کوئی دشمن تمہارے مقابلے کے لئے آئے تو ان سے مدد لینا۔ لیکن کامیاب ہونے کے بعد ان کو فوراً واپس بلا لینا۔ ورنہ دوسرے مقام پر زیادہ دیر ٹھہرنے سے ان کے اخلاق بدل جائیں گے۔''

تجہیز وتکفین کے بارے میں یہ وصیت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے کرتہ مبارک کا مجھے کفن پہنایا جائے اور آپ کے ناخن مبارک اور موئے مبارک کو میرے منہ اور آنکھوں میں رکھ دیا جائے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مغفرت فرما دے۔ آپ نے رجب ۶۰ھ مطابق ۶۸۰ء میں ۷۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔

سیرت وکردار کے اجاگر پہلو

حضرت امیر معاویہؓ کی سیرت وکردار کے محاسن ومحامد کا احاطہ مشکل ہے۔ آپ میں مومنانہ جوہری صفات انتہائی کمال درجے میں موجود تھیں۔ آپ حلم وبردباری، نرمی وشفقت اور تحمل وقوت برداشت کے پیک تھے۔ ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن صاحب الفخری (ص۹۹۔۱۰۰) کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

''حضرت امیر معاویہؓ دنیاوی معاملات میں نہایت زیرک، عقلمند، صاحب علم، حلیم الطبع، طاقتور بادشاہ، عمدہ نظام مملکت رکھنے والے، امور دنیا میں بہترین صاحب تدبیر، عقل ودانش کے پیکر، فصیح وبلیغ تھے۔ حلم کے موقعہ پر حلم اور سختی کی جگہ سختی کو کام میں لاتے تھے۔ البتہ صفت حلم وتحمل کا ان پر غلبہ تھا۔ صفت جود وسخا سے متصف مال خرچ کرنے والے تھے۔ اپنی رعایا کے بزرگ افراد کو انعام واحسان سے نوازتے تھے۔ چنانچہ قریش وسادات کے افراد مثلاً حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت عبداللہ بن جعفر طیار، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر، حضرت ابان بن عثمان ابن عفان اور خانوادۂ ابوطالب کے افراد رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے پاس دمشق میں آتے تو وہ ان کی بہت آؤ بھگت کرتے، بہت اچھی مہمان نوازی کرتے اور ان کی ضرورتیں پوری کرتے تھے۔ وہ بسا اوقات سخت کلامی کے ساتھ پیش آتے۔ مگر حضرت امیر معاویہؓ کبھی تو ہنسی مذاق اور محبت وپیار کا پہلو اختیار کرتے اور کبھی بڑی حکمت عملی سے ان سے چشم پوشی کر لیتے اور ہمیشہ انہیں قیمتی انعامات اور بہت زیادہ عطیات وتحفوں کے ساتھ واپس کرتے۔''

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت معاویہؓ سے بڑھ کر کسی کو بردبار نہیں دیکھا۔''

غرضیکہ عشق نبویؐ، انصاف پسندی، عفو ودرگذر، حسن اخلاق، خوف خدا، سادگی، انسانی ہمدردی، خیر خواہی وغمگساری، فقر واستغناء، ظرافت طبع، دلداری اور عالی حوصلگی اور علم وتحمل کا حسین امتزاج رکھتے تھے۔ اطاعت پیغمبر کا یہ حال تھا کہ اس راہ میں ملکی وملی تقاضوں اور ظاہرہ وجاہت اور ذاتی وقار وساکھ کا مطلقاً خیال نہ کیا اور اتباع سنت کے لئے بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہ کیا۔ چنانچہ کتب احادیث میں اس کا ایک نادر مثال اور عمدہ نمونہ آپ کے جذبۂ اتباع رسول کا بین ثبوت ہے۔ واقعہ اس طرح ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ اور اہل روم کے درمیان ایک مرتبہ صلح کا معاہدہ ہوا۔ صلح کی مدت کے دوران آپ اپنی فوجوں کو روم کی سرحدوں پر جمع کرتے رہے۔ تاکہ مدت معاہدہ ختم ہوتے ہی حملہ کردیا جائے۔ چونکہ رومی اس حملے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ اس لئے مسلمان آسانی سے فتح حاصل کر لیں گے۔ جونہی مدت ختم ہوئی مسلمانوں نے پوری قوت سے یکبارگی حملہ کردیا۔ رومی ناگہانی حملے کی تاب نہ لاکر پسپا ہونے لگے۔ آپ روم کا علاقہ فتح کرتے ہوئے کافی آگے تک چلے گئے تھے کہ اچانک ایک صحابی حضرت عمرو بن عبسہؓ پکارتے ہوئے سامنے آئے کہ: ''اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، وفاء لا غدر ''یعنی مؤمن کا شیوہ وفا نہ کہ خیانت ودھوکہ بازی۔

آپ نے پوچھا: کیا بات ہے؟ وہ کہنے لگے میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب دو قوموں کے درمیان کوئی صلح کا معاہدہ ہو تو اس معاہدہ کی مدت میں نہ تو کوئی فریق عہد کھولے نہ باندھے۔ (یعنی اس

میں کوئی تبدیلی نہ کرے) یہاں تک کہ مدت گذر جائے۔ پس سرور دو عالمﷺ کا فرمان سننا تھا کہ فوراً حکم دیا کہ فوجیں واپس ہو جائیں۔ چنانچہ پورا لشکر واپس ہو گیا اور جو علاقہ فتح ہو چکا تھا سے بھی خالی کر دیا گیا۔

مغرب کی ساحرانہ دل کشی کا شکار ہو کر تاریخ اسلام کے حالات وواقعات کے باب میں معذرت خواہانہ انداز فکر ونظر اپنانے والے برخود غلط ونام نہاد محققین کے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔ جنہوں نے مقام صحابیت کے شرعی تقاضوں کو پامال کر کے تحقیق وریسرچ کے نام سے اسلامی عقائد کو بازیچۂ اطفال بنالیا ہے کہ خدا کی طرف سے فیصل شدہ نظام ربانی کے تحت ازل سے فہرست صحابیت میں جگہ پانے والوں کو اعمال کے ترازو میں تولنے اور ان نفوس مقدسہ کی سوانحی جزئیات کو معیار مان کر اصحاب رسول اللہﷺ کے مقام ایمان سے کھیلنے کی شبانہ روز خو کر لی ہے۔ حالانکہ رسول اللہﷺ نے اپنے اصحاب کرام کے بارے میں لب کشائی اور ان کے اعمال زیر بحث لانے سے منع کر دیا اور سختی سے روک دیا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے مرفوع روایت ہے کہ جس نے میرے صحابیوں کو لعنت ملامت کی۔ اس پر اللہ کی لعنت۔ اس کے فرشتوں کی لعنت اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ حضرت حسنؓ سے بھی مرفوع روایت ہے کہ جو شخص میرے کسی بھی صحابی کو گالی گلوچ کرتا ہوا اس دنیا سے رخصت ہوا۔ اس پر اللہ تعالیٰ ایسا جانور مسلط کرے گا جو اس کا گوشت کاٹتا رہے گا۔ تا آنکہ قیامت قائم ہو جائے۔

حضرت حسنؓ ہی سے ایک روایت مرفوع یوں بھی مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چن لیا اور میرے لئے ساتھی بھی منتخب کئے۔ پس ان میں سے بعض کو میرا وزیر بنایا۔ بعض کو میرا مددگار اور بعض کو سسرال اور خانوادہ سسرال بنایا۔ پس جس نے انہیں برا بھلا کہا۔ اس پر اللہ کی اس کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ ان کا کسی قسم کا کوئی نیک عمل قبول نہیں کیا جائے گا۔

ساری دنیا کے اولیاء وصلحاء مل کر آپؐ کے کسی ایک صحابی کا درجہ نہیں پاسکتے۔ اس لئے کہ ولایت کے درجات میں اعمال صالحہ کو دخل ہے۔ جب کہ مقام صحابیت عطاء خداوندی اور موہبت الٰہیہ ہے جس میں سعی وکوشش کو مطلقاً دخل نہیں۔ چنانچہ اس حقیقت کی تائید درج ذیل واقعاتی صداقت سے ہوتی ہے کہ امام عبداللہ بن مبارک سے پوچھا گیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ افضل ہیں یا حضرت معاویہؓ تو فرمایا کہ حضرت امیر معاویہؓ نے جس گھوڑے پر سوار ہو کر رسول اللہﷺ کے ہمراہ جہاد کیا۔ اس گھوڑے کی ناک میں داخل ہونے والی گرد وغبار بھی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے کئی درجے افضل ہے۔

حضرت رسول اللہﷺ نے انہیں یوں دعا دی:

۱...... ’’اللهم علم معاوية الكتاب والحساب وقه العذاب‘‘ ﴿اے اللہ! حضرت معاویہؓ کو حساب کتاب سکھا اور اس کو جہنم کے عذاب سے بچا۔﴾

۲...... ’’اللهم اجعله هاديا مهديا واهد به الناس‘‘ ﴿اے اللہ! معاویہؓ کو ہدایت دینے والا، ہدایت یافتہ بنادے اور اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔﴾

۳...... ’’اللھم علمہ الکتاب ومکن لہ فی البلاد وقہ العذاب‘‘ ﴿اے اللہ! معاویہؓ کو کتاب سکھا دے، شہروں میں اس کے لئے ٹھکانا بنا دے اور اس کو جہنم کے عذاب سے بچا۔﴾

۴...... ایک دفعہ حضرت معاویہؓ کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا اور دعا دی: ’’اللھم املأہ علماً‘‘ ﴿اے اللہ! اس کو علم سے بھر دے۔﴾

حضرات صحابہ کرامؓ نے بھی بجا طور پر حضرت معاویہؓ کے متعلق مختلف موقعوں پر شاندار تعریفی کلمات ارشاد فرمائے جو مختلف کتب آثار میں درج ہیں:

۱...... حضرت ابن عباسؓ سے ان کے آزاد کردہ غلام حضرت کریب نے ایک فقہی مسئلے کے بارے میں شکایت کے لہجے میں حضرت معاویہؓ کا مختلف نقطۂ نظر بیان کیا تو حبر الامۃ اور ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا: ’’اصاب ای بنی، لیس احدنا اعلم من معاویۃ‘‘ ﴿اے بیٹے! جو کچھ معاویہؓ نے کہا صحیح کہا، کیونکہ ہم میں معاویہؓ سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں۔﴾

۲...... حضرت ابن عباسؓ ہی کا آپ کے بارے میں ایک مشہور قول یہ بھی ہے: ’’ما رأیت اخلق للملك من معاویۃ‘‘ ﴿میں نے معاویہؓ سے بڑھ کر سلطنت اور بادشاہت کا لائق کسی کو نہیں دیکھا۔﴾

۳...... حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرمایا کرتے تھے: ’’ما رأیت احدا ابعد عثمانؓ أقضی من صاحب ھذا الباب یعنی معاویۃ‘‘ ﴿میں نے حضرت عثمانؓ کے بعد کسی کو معاویہؓ سے بڑھ کر حق کا فیصلہ کرنے والا نہیں پایا۔﴾

۴...... حضرت قبیصہ بن جابرؓ کا قول ہے: ’’ما رأیت احدا اعظم حلما ولا أکثر سؤددا ولا أبعد أناۃ ولا ألین مخرجا ولا أرحب باعا بالمعروف م معاویۃ‘‘ ﴿میں نے کوئی آدمی ایسا نہیں دیکھا جو حضرت معاویہؓ سے بڑھ کر بردبار، ان سے بڑھ کر سیادت کا لائق ان سے زیادہ باحوصلہ ان سے زیادہ نرم دل اور نیکی کے معاملے میں ان سے زیادہ کشادہ دست ہو۔﴾

۵...... حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: ’’انہ فقیہ‘‘ ﴿یقیناً معاویہ فقیہ ہیں۔﴾

فتوحات حضرت امیر معاویہؓ

اسلامی تاریخ کا یہ نہایت مشہور واقعہ ہے کہ سرکار رسالت پناہﷺ کی وفات کے بعد عرب کے متعدد قبیلے مرتد ہوگئے تھے۔ اس فتنہ کے استیصال اور مرتدین کی سرکوبی میں سرکار رسالتؐ کے خلیفہ اولین حضرت ابوبکرؓ سے جس بے مثال عزم وحزم اور جس بے نظیر استقلال اور پامردی کا ظہور ہوا۔ وہ تاریخ کے نوادر میں محفوظ ہے۔ جب صدیق اکبرؓ اس عظیم الشان مہم کو سر کر چکے اور اس فتنہ کی طرف ان کو کلی اطمینان ہوگیا تو انہوں نے ۱۳ھ میں شام پر کئی طرف سے لشکر کشی شروع کی۔ فتح دمشق کے لئے جو لشکر یزید بن ابی سفیانؓ کی سرکردگی میں روانہ کیا تھا۔ اس لشکر کے علم بردار حضرت امیر معاویہؓ تھے۔ (فتوح البلدان ص ۱۱۵) یزید بن ابی سفیانؓ مدینہ سے چل کر اوزعات پہنچے اور اس کو صلح سے فتح کیا۔ اس کے بعد عمان کی طرف بڑھے۔ عمان والوں نے بھی صلح کر لی۔ اس سے فارغ ہو کر بلقاء پر قبضہ

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

کیا۔ (فتوح البلدان ص۱۳۳) اتنے میں جمادی الاخریٰ ۱۳ھ میں حضرت ابوبکرؓ کا سانحہ وفات پیش آ گیا۔ جب حضرت فاروق اعظمؓ مسند آرائے خلافت ہوئے تو انہوں نے حضرت ابوعبیدہؓ کو شام کا امیر الامراء مقرر کر کے روانہ کیا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے شام پہنچ کر حضرت عمروؓ بن العاص کو ایک جمعیت کے ساتھ سواحل اردن کی طرف روانہ کیا۔ وہاں رومیوں کی بہت بڑی تعداد مقابلہ کے لئے اکٹھی ہوگئی تھی اور ہرقل نے بھی قسطنطنیہ سے ایک بڑی جماعت مدد کے لئے بھیجی تھی۔ حضرت عمروؓ نے اس واقعہ کی اطلاع دیتے ہوئے حضرت ابوعبیدہؓ سے مدد طلب کی۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے یزید بن ابی سفیانؓ کی سرکردگی میں ایک فوج ان کی مدد کے لئے روانہ کی۔ اس فوج کے ہراول دستہ کے افسر حضرت امیر معاویہؓ تھے۔ مدد پہنچنے پر عمروؓ اور یزیدؓ بن ابی سفیان نے رومیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور سواحل اردن فتح کر لئے۔ اس جنگ میں حضرت امیر معاویہؓ نے بڑا کام کیا اور سواحل اردن کی فتح میں ان کا بڑا نمایاں حصہ تھا۔ بلاذری لکھتا ہے:''وکان لمعاویۃ فی ذالک بلاء حسن واثر جمیل''(فتوح البلدان ص۱۲۳)

بیروت وغیرہ پر یلغار

ان فتوحات کے بعد دمشق کا معرکہ پیش آیا اور دوسرے امراء لشکر کی طرح یزید بن ابی سفیانؓ بھی اپنی ماتحت فوج کے ساتھ اس مہم کو سر کرنے میں سرگرمی سے مصروف ہوگئے۔ ۱۴ھ میں حضرت ابوعبیدہؓ کے زیر قیادت دمشق فتح ہو چکا تو یزید بن ابی سفیانؓ نے بحیرۂ روم کے ساحلی شہروں کی طرف کوچ کیا اور صیداء، عرقہ، جبیل اور بیروت کو نہایت آسانی سے فتح کر لیا۔ اس دفعہ بھی ہراول کے افسر حضرت معاویہؓ ہی تھے۔ بلکہ عرقہ کو تو حضرت معاویہؓ نے بنفس نفیس فتح کیا۔ حضرت عمرؓ کے آخری زمانہ اور حضرت عثمانؓ کے ابتدائی دور میں رومیوں نے ان شہروں میں سے بعض بعض پر قبضہ کر لیا تو حضرت معاویہؓ نے دوبارہ از سر نو ان کو فتح کر کے قلعوں اور شہروں کی مرمت کرائی اور ان میں فوجوں کو لا کر بھر دیا۔ (فتوح البلدان ص۱۳۳،۱۳۴)

فتح یافہ اور قیساریہ

یافہ فلسطین کی مشہور بندرگاہ ہے۔ بعض مورخین کی رائے ہے کہ اس کو بھی حضرت معاویہؓ ہی نے فتح کیا۔ ۱۸ھ میں حضرت ابوعبیدہؓ عمواس کے طاعون میں انتقال فرماگئے اور ان کے انتقال کی خبر دربار خلافت میں پہنچی تو فاروق اعظمؓ نے ان کی جگہ صوبہ شام کی حکومت اور گورنری کے لئے یزید بن ابی سفیانؓ کو نامزد کیا اور ساتھ ہی یہ فرمان بھی بھیجا کہ قیساریہ پر فوج کشی کریں۔ قیساریہ بحر روم کے ساحل پر بڑا عظیم الشان شہر تھا۔ اس کی عظمت کا اندازہ لگانے کے لئے یہ کافی ہے کہ اس کے شہر پناہ پر ایک لاکھ آدمی ہر رات پہرہ دیا کرتے تھے اور اس میں تین سو بازار تھے۔ قیساریہ کو فتح کرنے کی فکر میں مسلمان بہت دنوں سے لگے ہوئے تھے۔ اول اول ۱۳ھ میں حضرت عمروؓ بن العاصؓ نے اس کے محاصرے کی ابتداء کی۔ لیکن ان کے محاصرے کی شکل یہ تھی کہ اثناء محاصرہ میں جب ان کی یا ان کی فوج کی کسی دوسرے محاذ پر ضرورت پیش آتی تو وہاں سے روانہ ہو جاتے۔ چنانچہ وہ اسی طرح اجنادین، فحل، دمشق اور یرموک کی لڑائیوں میں شریک ہوئے۔ ان لڑائیوں سے فارغ ہو کر انہوں نے قیساریہ کا پھر محاصرہ کیا۔ لیکن چند دنوں کے بعد اس کو چھوڑ کر مصر چلے گئے۔ جب وہ مصر چلے گئے اور یزیدؓ شام کے حاکم مقرر ہوئے تو انہوں نے اپنے

بھائی حضرت معاویہؓ کو اس کے محاصرہ کا حکم دیا اور دوسری روایت میں ہے کہ خود یزیدؓ ۱۷ ہزار کی جمعیت لے کر گئے۔ ایک مختصر سی جنگ کے بعد جب اہل قیساریہ قلعہ بند ہوگئے تو محاصرہ کیا۔ اثناء محاصرہ یزیدؓ بیمار ہوگئے اور حضرت معاویہؓ کو اپنا قائمقام کر کے دمشق چلے آئے۔ اس کے بعد حضرت معاویہؓ نے اس کو فتح کیا۔ فتح قیساریہ کی کیفیت الفاروق کے مصنف کے الفاظ میں یہ ہے:

''امیر معاویہؓ نے بڑے سروسامان سے محاصرہ کیا۔ شہر والے کئی دفعہ قلعہ سے نکل نکل کر لڑے۔ لیکن ہر دفعہ شکست کھائی۔ تاہم شہر پر قبضہ نہ ہوسکا۔ ایک دن ایک یہودی نے جس کا نام یوسف تھا۔ امیر معاویہؓ کے پاس آکر ایک سرنگ کا نشان دیا جو شہر کے اندر اندر قلعہ کے دروازہ پر گئی تھی۔ چنانچہ چند بہادروں کے ساتھ اس کی راہ قلعہ کے اندر پہنچ کر دروازہ کھول دیا۔ ساتھ میں تمام فوج ٹوٹ پڑی اور کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ مؤرخین کا بیان ہے کہ کم از کم عیسائیوں کی ۸۰ ہزار فوج تھی۔ جس میں زندہ بہت کم بچے۔ چونکہ ایک مشہور مقام تھا۔ اس کی فتح سے گویا شام کا مطلع صاف ہوگیا۔'' (الفاروق ص۸۲)

فتح عسقلان وقبرص

۱۸ھ کے اخیر میں یزید بن ابی سفیانؓ نے دمشق میں وفات پائی تو ان کی جگہ حضرت معاویہؓ کو حضرت عمرؓ نے حاکم شام مقرر فرمایا اور ان کو فرمان بھیجا کہ فلسطین کے جو مقامات رہ گئے ہیں۔ ان کو بھی فتح کرلیں۔ چنانچہ حضرت معاویہؓ نے عسقلان پر چڑھائی کی۔ معمولی لڑائی کے بعد دشمن نے صلح کی درخواست کی اور عسقلان مصالحت سے فتح ہوا۔ اس کے بعد حضرت معاویہؓ بار بار رومیوں سے نبرد آزما ہوئے۔ چنانچہ ۲۵ھ میں رومیوں کو پسپا کرتے ہوئے عموریہ تک پہنچ گئے۔ (تاریخ کامل ص۴۴)

حضرت معاویہؓ پہلے مسلمان ہیں۔ جنہوں نے کشتیوں کے ذریعہ سمندر کو عبور کر کے سمندر پار اسلامی جھنڈا لہرایا۔ ان سے پہلے مسلمانوں نے سمندر میں لشکر کشی نہیں کی تھی۔ حضرت معاویہؓ خلافت فاروقی ہی میں اس کے لئے مصر تھے۔ مگر حضرت عمرؓ نے اس کی اجازت نہیں دی۔ جب حضرت عثمانؓ کا دور آیا اور حضرت معاویہؓ نے دریا کے سفر کی آسانیاں ان کے سامنے پیش کیں۔ یہ بھی بتایا کہ قبرص یہاں سے (حمص سے) بہت نزدیک ہے تو ۲۷ھ میں حضرت عثمانؓ نے ان کو لکھا کہ اگر تم اپنی بی بی کو لے کر دریا کا سفر کرنے کو آمادہ ہو تو اجازت ہے، ورنہ نہیں۔ نیز یہ بھی تاکید کی کہ اس جنگ میں شرکت کے لئے تم خود آدمیوں کا انتخاب نہ کرو، نہ قرعہ اندازی کرو۔ بلکہ اپنی خوشی سے جو جائے اس کو جہاز پر سوار کرلو اور اس کی اعانت بھی کرو۔ چنانچہ حضرت معاویہؓ نے اپنی بی بی فاختہ کو اپنے ساتھ لیا اور عکا سے کشتی پر سوار ہوئے۔ کشتیاں بہت زیادہ تعداد میں تھیں۔ صحابہ کرامؓ میں عبادہ بن الصامتؓ ان کی بی بی ام حرامؓ، ابوایوب انصاریؓ، ابوالدرداءؓ، ابوذر غفاریؓ، فضالہ بن عبیدؓ، خمیر بن سعدؓ، واثلہ بن الاسقعؓ، عبداللہ بن کثیر مازنیؓ، شداد بن اوسؓ اور حضرت مقدادؓ اور تابعین میں سے کعب احبارؒ اور جبیر بن نفیرؒ جیسے لوگ ہم رکاب تھے۔ ۲۸ھ یا ۲۹ھ میں یہ لشکر روانہ ہوا جب یہ لشکر قبرص پہنچا تو وہاں کے حاکم نے صلح کی درخواست کی۔ حضرت معاویہؓ نے حسب ذیل شرائط پر اس کی درخواست منظور کی۔

۱...... اہل قبرص سات ہزار دوسو دینار سالانہ خراج ادا کریں۔
۲...... رومیوں کی نقل وحرکت کی اطلاع مسلمانوں کو دیتے رہیں۔
۳...... اہل قبرص پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر اہل قبرص کی امداد ضروری نہیں ہے۔
۴...... مسلمانوں کو حق ہوگا کہ اپنے دشمنوں پر فوج کشی کے لئے قبرص کی راہ سے گزریں۔

یہ فتح نہایت عظیم الشان تھی اور اس میں بہت سارا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ اسی جنگ میں حضرت ام حرامؓ کی شہادت کا واقعہ بھی پیش آیا۔

فتح شمشاط

حضرت عثمانؓ کے عہد میں امیر معاویہؓ نے آرمینیہ شہر شمشاط پر حبیب ابن مسلمہ اور صفوان بن معطل کو لے کر حملہ کیا اور لڑ کر فتح کیا۔ (فتوح البلدان ص ۱۷۲)

فتح ملطیہ

اس شہر کو پہلے حبیب نے عیاض بن غنم کے حکم سے فتح کیا تھا۔ لیکن پھر مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا۔ جب حضرت معاویہؓ شام وجزیرہ کے حاکم مقرر ہوگئے تو انہوں نے دوبارہ حبیب کو مامور کیا۔ چنانچہ انہوں نے دوبارہ پھر فتح کیا۔ حضرت معاویہؓ نے وہاں اپنا ایک عامل مقرر کیا اور اس کے ساتھ ایک فوج بھی وہاں تعینات کردی۔ (فتوح البلدان ص ۱۹۳)

فتح افریقہ

افریقہ کو سب سے پہلے عبداللہ بن سعد نے فتح کیا تھا۔ لیکن جب ہرقل نے دیکھا کہ افریقہ کا خراج جو مسلمانوں کے تسلط سے پیشتر دربار قسطنطنیہ میں آیا کرتا تھا، بند ہوگیا تو اس نے ایک بطریق کو مامور کیا کہ وہ افریقہ جائے اور جس قدر سالانہ رقم مسلمانوں کو دی جاتی ہو اتنی ہی وہ بھی وصول کرے۔ بطریق گیا اور قرطاجنہ میں اہل افریقہ کو جمع کر کے اپنا مطالبہ پیش کیا۔ اہل افریقہ نے اس مطالبہ کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔ نتیجہ لڑائی اور فتنہ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ بطریق اس میں غالب رہا اور اس نے وہاں کے حاکم کو نکال دیا جو فوراً ہی شام چلا آیا۔ اس وقت شام میں حضرت معاویہؓ کی مستقل حکومت تھی۔ حضرت معاویہؓ سے اس نے سارا قصہ بیان کیا۔ حضرت معاویہؓ نے معاویہ بن خدیج کو افریقہ کی مہم پر مامور کیا۔ اسکندریہ پہنچ کر حاکم افریقہ مرگیا۔ معاویہ بن خدیج کو اس کی وجہ سے کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوئی اور وہ افریقہ پہنچ گئے اور ایک لشکر جرار کے ساتھ قمونیہ میں پڑاؤ ڈالا۔ بطریق نے ان کے مقابلہ پر ۳۰ ہزار جنگی بہادر بھیجے۔ حضرت معاویہؓ کو خبر ملی تو انہوں نے ایک لشکر مدد کے لئے روانہ کیا اور ایک سخت معرکہ کے بعد رومیوں کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد قلعہ جلولاء کا مسلمانوں نے محاصرہ کیا۔ کسی طرح قلعہ کی فصیل منہدم ہوگئی۔ مسلمان قلعہ میں داخل ہوکر اس پر قابض ہوگئے۔ اس کے بعد تمام اطراف میں مسلمانوں کی فوجیں پھیل گئیں اور سب نے اطاعت قبول کرلی۔ جب یہ مہم سر ہوگئی تو حضرت معاویہ بن خدیج مصر واپس ہوگئے۔

یہ ۴۷ھ اور ۵۰ھ کے درمیان کا واقعہ ہے۔ ۵۰ھ میں حضرت معاویہؓ نے معاویہ بن خدیج کو افریقہ کی حکومت

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

سے معزول کر کے ان کی جگہ پر عقبہ بن نافع کو مقرر فرمایا۔ عقبہ دس ہزار سواروں کی جمعیت لے کر افریقہ روانہ ہوگئے۔ جب وہ وہاں پہنچے تو بربر قوم کے بہت سے لوگ بھی ساتھ ہولئے۔ جس کی وجہ سے ان کے لشکر کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی۔

صقلیہ

جزیرۂ سسلی پر (جس کو عرب صقلیہ کہتے ہیں) حضرت معاویہؓ کے عہد میں سب سے پہلی دفعہ حملہ ہوا۔ حضرت معاویہؓ نے معاویہ بن خدیج کو اس مہم پر مامور فرمایا تھا۔ اگرچہ اس وقت فتح نہیں ہوا۔ لیکن معرکہ پیش آیا اور میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ سونے چاندی کے بہت سے بت مال غنیمت میں ہاتھ لگے۔ صقلیہ حضرت معاویہؓ کے عہد میں فتح نہیں ہوا۔ لیکن اس کی داغ بیل حضرت معاویہؓ ہی نے ڈالی تھی۔ اس لئے ''من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها'' کے اصول سے اس فتح میں ان کا بھی حصہ ہے۔ الغرض اسلامی فتوحات میں حضرت معاویہؓ کا بہت وافر حصہ ہے۔ ان کے کارناموں پر مشتمل ایک مستقل کتاب، مغازی معاویہؓ کا حوالہ (فتوح البلدان ص۱۷۲) میں موجود ہے۔

ساہیوال کی ڈائری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے لیگل نوٹس کے اجراء پر ملک الطاف قادیانی نے اپنی دکان عدیل گفٹ سنٹر سے اسلامی شعائر اور مسلمانوں کی مذہبی علامات صاف کر دیں۔ دینی ومذہبی جماعتوں کی طرف سے اظہار مسرت اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ داران کی پرامن جدوجہد کو خراج تحسین۔ تفصیلات کے مطابق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماء مولانا عبدالحکیم نعمانی کے متعین کردہ وکیل نور محمد سیال ایڈووکیٹ کی جانب سے جاری کردہ لیگل نوٹس پر سکنہ بند قادیانی ملک الطاف نے اپنی دکان کے سائن بورڈ سے اسلامی شعائر اور قرآنی آیات پر مشتمل نصب کی ہوئی تختیاں ہٹالیں۔ نوٹس میں اسے انتباہ وآگاہ کیا گیا تھا کہ قادیانی آئین کی رو سے غیر مسلم قرار دیئے جاچکے ہیں۔ اس لئے وہ مسلمانوں کی علامات وشناخت استعمال نہیں کر سکتے۔ جب کہ آپ نے اپنی دکان عدیل گفٹ سنٹر واقع بیرون سوڑی گلی ساہیوال کے سائن بورڈ پر یاحی یاقیوم اور تسمیہ وغیرہ استعمال کر رکھی ہے۔ سورۃ یٰسین، سورۃ مزمل، چہار قل، کلمہ طیبہ، ماشاءاللہ اور لوح قرآنی کی تختیاں آپ نے نہ صرف نصب کر رکھی ہیں۔ بلکہ کافی مقدار میں دکان کے اندر بھی رکھی ہوئی ہیں۔ آپ کے اس گھناؤنے فعل سے مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہو رہے ہیں اور آپ قانون کی خلاف ورزی کرنے پر سخت سزا کے مستوجب ہیں۔ لہٰذا آٹھ یوم کے اندر اندر اسلامی شعائر اور آیات قرآنی پر مشتمل تختیاں نہ ہٹائیں تو آپ کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔ ۱۵؍اپریل کو جاری ہونے والے نوٹس پر الطاف قادیانی نے مطلوبہ میعاد میں اپنی دکان سے اسلامی علامات اور قرآنی آیات ہٹادیں۔ جس سے دینی ومذہبی حلقوں میں پائی جانے والی بے چینی وکیفیت دور ہوگئی اور مسلمانوں میں پیدا ہونے والا جوش واشتعال بھی دور ہوگیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا محمد ارشاد، مولانا کلیم اللہ رشیدی، قاری عبدالجبار، حافظ محمد اصغر عثمانی اور دیگر سینکڑوں اراکین نے اس پرامن قانونی جدوجہد کو سراہتے ہوئے مستقبل کے لئے خوش آئند اور نیک شگون قرار دیا ہے۔

موجودہ عہد زوال کیلئے اسلامی ہدایات!

اختر امام عادل

آج امت مسلمہ جن حالات سے دوچار ہے وہ سخت مایوس کن اور حوصلہ شکن ہیں۔ فتنوں کا ایک سیلاب ہے جو بڑھتا چلا آرہا ہے۔ ایمان کمزور ہے اور فتنوں کی آندھی تیز تر۔ سارا کفر متحد ہے اور سارا اسلام منتشر۔ عالم کفر کے اتحاد کے لئے ایک باطل بنیاد کافی ہے اور عالم اسلام کے اتحاد کے لئے ایمان جیسی سچی، مضبوط اور پاکیزہ بنیاد بھی ناکافی۔ ایک مادیت کا رشتہ یا مخالفت حق کا جذبہ مختلف ملکوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرسکتا ہے۔ لیکن روحانیت کا پاک رشتہ اور کلمہ واحدہ کی مضبوط طاقت مسلمانوں کو ایک نقطہ پر جمع نہیں کرسکتی۔

تباہ حال امت

اس طرح آج امت کو اندر اور باہر دونوں طرف سے خطرات کا سامنا ہے۔ باہر سے کفر کا دباؤ اور اندر اختلافات اور خانہ جنگی۔ اندر سے ٹوٹی ہوئی قوم باہر کی قوتوں سے کیا مقابلہ کرسکتی ہے اور ایمان ویقین سے محروم جماعت اپنی صفوں میں اتحاد کتنی دیر قائم رکھ سکتی ہے۔ کون اس کو یہ راز بتائے کہ:

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں کچھ بھی نہیں
جذب باہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں

اور اس قوم کو جو صرف سخت گیر زبان سننے کی عادی ہوچکی ہے۔ اس تاریخی حقیقت سے کیسے آگاہ کیا جائے کہ:

ایک ہوجائیں تو بن سکتے ہیں خورشید مبیں
ورنہ ان بکھرے ہوئے تاروں سے کیا بات بنے

حدیث پاک میں اس امت کے جن زوال پذیر دور کی تصویر کشی کی گئی ہے وہ آج سے بہتر طور پر کسی دور پر صادق نہ آئے گا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ: ’’رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے صحابہ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ تم پر ایک دور ایسا آئے گا کہ دنیا کی باطل طاقتیں تم کو مٹانے کے لئے ایک دوسرے کو اس طرح دعوت دیں گی جیسے دسترخوان کے پیالے پر کھانے والوں کو دعوت دی جاتی ہے۔ صحابہؓ نے دریافت کیا کہ کیا ہماری تعداد اس وقت کم ہوگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں تمہاری تعداد اس وقت آج کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوگی۔ مگر تمہارا کوئی وزن انسانی دنیا میں نہ ہوگا۔ تمہارا رعب تمہارے دشمنوں کے دلوں سے نکل جائے گا اور تمہاری حیثیت سمندر کے اس جھاگ کے برابر ہوجائے گی جو سیلاب کے زمانے میں پانی کی سطح پر بہتی رہتی ہے اور ہوا کا ایک جھونکا اور موجوں کی ایک لہر اس کو ادھر سے ادھر کردیتی ہے۔ صحابہؓ کے دریافت کرنے پر حضور ﷺ نے اس کمزوری کا سبب یہ ارشاد فرمایا کہ تمہارے دلوں میں دو کمزوریاں پیدا ہوجائیں گی۔ یعنی تم دنیا کو عزیز رکھنے لگو گے اور موت کے نام ہی سے نفرت کرو گے۔‘‘ (مشکوٰۃ ص۴۵۹ باب تغیر الناس)

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

ہمارے تہذیبی زوال اور غلامانہ ذہنیت کی جو پیشگوئی آج سے صدیوں قبل کی گئی اس کا آج سے بہتر مصداق شاید آج سے قبل کبھی نہیں آیا تھا۔ حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''تم ہوس پرست اور دین واخلاق سے محروم یہودیوں اور نصرانیوں کی ایسی غلامانہ تقلید کروگے کہ ایک ہاتھ اور ایک بالشت کا بھی فاصلہ نہ رہ جائے گا۔ یہاں تک کہ اگر وہ لوگ احمقانہ طور پر گوہ کے بل میں گھسیں گے تو ان کی دیکھا دیکھی تم بھی ان کے پیچھے پیچھے بل میں گھس پڑو گے۔'' (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۴۵۸)

اور اس کی وجہ کلام نبوت کے الفاظ میں یہ ہوگی کہ امت کے صالحین رفتہ رفتہ رخصت ہوجائیں گے (اور جو ہوں گے وہ بے اثر ہوں گے) اور صرف ایسے لوگ باقی رہ جائیں گے جن کو جو یا کھجور کے ردی حصہ کی طرح ناکارہ محض کہا جاسکتا ہے۔ اللہ کو ان کی کوئی پرواہ نہ ہوگی۔ (رواہ البخاری، مشکوٰۃ ص ۴۵۹) پھر جب کوئی قوم زوال کی آخری منزل پر پہنچ جاتی ہے تو وہ دوسروں کے بجائے باہم برسر پیکار ہوجاتی ہے اور اس کی تلوار دوسروں کے بجائے اپنے ہی امام اور امیر المومنین کی گردن کاٹنے لگتی ہے اور جو امام سارے مومنوں کی جائے پناہ ہوتا ہے وہی کسی جائے پناہ سے محروم ہوجاتا ہے اور جس کا گھر مسلمانوں کا آخری مسکن ہوتا ہے اسے ہی سکون کے ساتھ چند لمحے ٹھہرانے کے لئے کسی مسلمان کا گھر آمادہ نہیں ہوتا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ کے نیک بندے پس منظر میں چلے جاتے ہیں اور دنیا کے بدترین لوگ اسٹیج پر مسلط ہوجاتے ہیں۔

صاحب اسرار صحابی رسول حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتی جب تک کہ تم اپنے امام کو قتل نہ کرواور اپنی تلواروں اور جنگی قوتوں کو خود اپنے ہی لوگوں کے خلاف استعمال نہ کرواور تمہاری دنیا کے مالک تمہارے بدترین لوگ نہ ہوجائیں۔'' (مشکوٰۃ ص ۴۵۹)

معاشی فراوانی کے نتائج بد

کوئی بھی قوم معاشی تنگی کی بناء پر زوال پذیر نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کا زوال اس وقت شروع ہوتا ہے جب معاشی وسائل کی فراوانی کی بناء پر وہ اخلاقی بحران میں مبتلا ہوجائے اور دینی غیرت وحمیت سے محروم ہوجائے۔ حضرت علی ابن ابی طالبؓ روایت کرتے ہیں کہ: ''ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے۔ وہ ایک بوسیدہ پیوند زدہ چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کی یہ حالت ملاحظہ کی تو رو پڑے (اس لئے کہ وہ وہ بزرگ صحابی ہیں جو اپنے دور کے امیر ترین لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ لیکن اسلام کے دور ابتلاء میں ان کی آج یہ حالت تھی) اور پھر فرمایا اس دن تمہارا کیا حال ہوگا جب تم صبح ایک جوڑا بدلوگے اور شام میں دوسرا جوڑا۔ تمہارے سامنے کھانے کا ایک پیالہ رکھا جارہا ہوگا اور دوسرا اٹھایا جارہا ہوگا۔ تمہارے گھر پردوں میں اس طرح مستور ہوں گے جیسا کہ خانہ کعبہ پردوں میں مستور ہے۔ صحابہ خوشحالی اور فارغ البالی کے ان لمحات کا تصور کر کے مسرور ہوگئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ دن تو ہمارے لئے بڑی مسرت وسعادت کے ہوں گے۔ ہم پوری فراغت کے ساتھ عبادت کرسکیں گے اور ہمارے لئے اخراجات کا مسئلہ پریشان کن نہیں ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں! ان دنوں کے مقابلے میں تم آج ہی زیادہ بہتر ہو۔'' (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۴۵۹)

اس لئے کہ بہت زیادہ فارغ البالی دینی طور پر انسان میں کسلمندری اور کمزوری پیدا کر دیتی ہے اور مادیت انسان پر اس طرح چھا جاتی ہے کہ روحانیت اور مذہب کے لئے اس کی زندگی میں گنجائش مشکل سے نکل پاتی ہے۔ کشمکش کی یہی بدترین کیفیت ہے جس کی طرف حضورﷺ نے ان الفاظ میں اشارہ فرمایا کہ:''یاتی علی الناس زمان الصابر فیھم علی دینہ کالقابض علی الجمر • مشکوٰۃ ص ٤٥٩''

لوگوں پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا جب دین پر جمنا اتنا ہی مشکل ہوگا جتنا کہ انگاروں کو ہتھیلی میں پکڑنا۔ یہی وہ ظلمت گزیدہ دور ہے جس کے بارے میں حضورﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے سربرآوردہ لوگ دنیا کے انتہائی بدترین لوگ ہوں گے اور دولت مندوں پر بخل کا غلبہ ہوگا اور راہ خدا میں وہ ایک پیسہ خوش دلی سے صرف کرنا پسند نہ کریں گے۔ اخلاقی زوال کی یہ حالت ہوگی کہ عورتیں تمہارے اعصاب اور معاملات پر مسلط ہوں گی۔ اس دور میں تمہارے لئے بہتر ہوگا کہ زمین کی پشت پر رہنے کی بجائے زمین کا بطن تم کو قبول کرلے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۵۹)

ایسے ماحول میں قوم کا جو مجموعی ڈھانچہ تیار ہوتا ہے وہ دینی لحاظ سے اتنا کریہہ اور بھیانک ہوتا ہے کہ اس کا تصور بھی ذوق سلیم کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ پورے قومی اجتماع میں خیانت، عریانیت، فحاشی و بدکاری، ناپ تول میں کمی، ظلم و ناانصافی اور بدعہدی کے خطرناک جراثیم پھیل جاتے ہیں جن کے بدترین نتائج بھی اس قوم کو بھگتنے پڑتے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ نے اس بیمار اور یرقان زدہ معاشرے کا اچھا تجزیہ فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ خیانت و بددیانتی کی مریض قوم بزدل ہوجاتی ہے۔ فحاشی و بدکاری میں مبتلا قوم میں اموات کی کثرت ہوجاتی ہے۔ ناپ تول میں کمی کرنے والی جماعت رزق کی برکت سے محروم کردی جاتی ہے اور فقر و فاقہ میں مبتلا کردی جاتی ہے۔ ناحق فیصلہ کرنے کا انجام قتل و خونریزی ہے اور غداری و عہد شکنی کرنے والی قوم پر خطرناک دشمن مسلط کردیئے جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۴۵۹)

ایک تعمیر پسند قوم کس طرح اپنے اندر تخریبی تبدیلیاں لاتی ہے۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں میں پہلی تبدیلی شراب کے معاملے میں ہوگی اور اس کی صورت یہ ہوگی کہ لوگ شراب کے نام سے نہیں بلکہ دوسرے خوبصورت ناموں سے شراب استعمال کریں گے اور اس طرح ایک حرام چیز کے بارے میں حلال کا تصور رکھیں گے۔ (دارمی، مشکوٰۃ ص ۴۶۱)

اس تخریب زدہ دور کے بارے میں علامتی طور پر رسول اللہﷺ نے اشارے فرمائے کہ وقت میں بے برکتی ہوجائے گی۔ علم حقیقی رخصت ہونے لگے گا۔ فتنوں کا ظہور ہوگا۔ بخل اور شح نفس کا غلبہ ہوگا اور قتل عام کی وارادت بکثرت ہوں گی۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۴۶۲)

قتل کی صورت حال اتنی ابتر ہوگی کہ کلام نبوت کے الفاظ میں ''قاتل بلاثبوت قاتلانہ حملے کرے گا اور اسے معلوم نہ ہوگا کہ وہ کیوں یہ حملے کررہا ہے اور نہ مقتول کو خبر ہوگی کہ اس کے خلاف یہ کاروائی کیونکر ہورہی ہے۔ یہ خونریز فتنوں کا دور ہوگا۔ (مسلم، مشکوٰۃ ص ۴۶۲)

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.LAOLAK.INFO

ایسے خونریز فتنوں کا دور جو سابقہ تمام ریکارڈ توڑ دے گا اور ظلم و بربریت کی ایسی ایسی شکلیں وضع کی جائیں گی کہ مظالم کی پرانی ساری داستانیں حافظہ سے محو ہو جائیں گی۔

حضرت زبیر بن عدی نقل کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت انس بن مالکؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے حجاج بن یوسف کے مظالم کا شکوہ کیا تو انہوں نے فرمایا صبر کرو! آنے والا دور اس سے بھی زیادہ بھیانک ہوگا۔ مجھے یہ بات رسول اللہ ﷺ نے بتائی ہے۔ (بخاری، مشکوٰۃ ص۴۶۳) فتنوں کی اسی شدت اور کثرت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک موقعہ پر حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ کے ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ کیا تم کچھ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ فتنے تمہارے گھروں پر اسی طرح برس رہے ہیں جیسے بارش کے قطرے انسانی آبادی پر برستے ہیں۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص۴۶۲) اسی دور کے بارے میں کہا گیا کہ دنیا کی چند کوڑیوں کے بدلے انسان اپنا دین وایمان بیچ ڈالے گا۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص۴۶۲) اس دور کے متعلق حق وعافیت کے طلب گاروں کو ہدایت کی گئی کہ ان فتنوں سے بچنے کی واحد صورت یہ ہوگی کہ انسان اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ یکسو کرلے اور نیک اعمال میں مشغول ہو جائے۔ حضرت ابوبکرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب فتنے یکے بعد دیگرے مسلسل ظہور پذیر ہو رہے ہوں تو سب سے بہتر شخص وہ ہے جو سب سے یکسو ہو۔ بیٹھا ہوا شخص پیدل چلنے والے سے بہتر ہے۔ پیدل چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہے۔ سنو! جب اس قسم کا کوئی فتنہ پیش آجائے تو فوراً کوئی ظاہری آڑ پکڑ کر اپنے کو یکسو اور محفوظ کرو اور فتنوں کا ہدف بننے سے بچو۔ اونٹ بکری کوئی اونچی یا نیچی زمین، تلوار یا کوئی بھی چیز سردست جو میسر آجائے اس کی پناہ لے کر اپنے کو یکسو کرنے کی کوشش کرو اور حتی الامکان اس فتنے سے نجات پانے کی سعی کرو۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص۴۶۲)

فتنوں کے دور میں مسلمانوں کیلئے ایک جامع لائحہ عمل

کتب حدیث میں اس قسم کی بہت سی روایات ہیں جن کو سامنے رکھ کر فتنوں کے دور میں مسلمانوں کی دینی واخلاقی پسماندگی اور فتنوں کے اسباب کا پتہ لگایا جاسکتا ہے اور ایسے مواقع کے لئے کوئی جامع لائحہ عمل مرتب کیا جاسکتا ہے۔ صرف درج بالا روایات ہی پر نظر ڈالیں جو کسی بھی کتاب حدیث کے کتاب الرقاق میں بآسانی مل جائیں تو مسلمانوں کے ممکنہ یا موجودہ زوال کے اسباب کا پتہ چلتا ہے اور ایسی نازک صورت حال میں بنیادی لوازم کا مختصر خاکہ سامنے آتا ہے۔ مثلاً:

اسباب زوال

جہاں تک زوال کی بات ہے تو احادیث کی روشنی میں درج ذیل اسباب ہیں جن کی بنا پر امت مسلمہ کسی بھی دور میں زوال سے دوچار ہوسکتی ہے اور ہوتی رہی ہے:

۱...... دنیا کی حد سے بڑھی ہوئی محبت۔

۲...... موت سے کراہیت۔

۳...... مغربی اقوام کی مرعوبیت اوران کے تہذیبی طلسمات کی نقالی۔
۴...... صالح اور مخلص افراد کی کمی اور جو ہوں ان کی ناقدری۔
۵...... اپنے امام، امیر المومنین اور مقتدایان امت کے خلاف جنگ، سازشی منصوبے یا ان سے بدگمانی ونفرت۔
۶...... غیر مخلص اور شاطر افراد پر اعتماد اور سچے مخلصین سے بے اعتمادی۔
۷...... اقتصادی تنگی قومی زوال کا سبب کبھی نہیں بنتی۔ بلکہ معاشی فراوانی اور اسباب ووسائل کی بہتات وکثرت کسی قوم یا فرد کے اخلاقی زوال اور نتیجتاً قومی وملی زوال کا باعث بنتی ہے۔
۸...... مادہ پرستانہ رجحانات کا غلبہ۔
۹...... اہم معاملات پر شر پسندوں کا تسلط۔
۱۰...... دولت مندوں پر بخل کا غلبہ اور راہ خدا میں خرچ کرنے کے بارے میں ان کی بے توفیقی۔
۱۱...... مردوں کے اعصاب اور معاملات پر عورتوں کا تسلط۔
۱۲...... اور اس کے زیر اثر فحاشی وبدکاری کی کثرت۔
۱۳...... خیانت وبدیانتی کا عمومی رجحان۔
۱۴...... ناپ تول میں کمی۔
۱۵...... ناحق فیصلوں پر زور اور عدالتی عدم توازن۔
۱۶...... غداری وعہد شکنی۔
۱۷...... کتمان حقیقت، ملمع سازی اور برائیوں کا دوسرے ناموں سے ارتکاب اور ابلیسی حربوں کے خوبصورت عنوانات دینا۔
۱۸...... علم حقیقی کی کمی۔
۱۹...... شح نفس کا غلبہ وغیرہ۔

دور زوال کے عمومی نقصانات

کسی قوم کی ان کمزوریوں کے نتیجے میں اس کو جن آفات اور نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ احادیث بالا کی روشنی میں یہ ہیں:

۱...... حیثیت عرفی کا زوال۔
۲...... ایسی بے وقعتی اور بے عزتی کہ سیلاب کے زمانے میں پانی کی سطح پر تیرنے والے جھاگ اور ردی کے ٹوکرے میں پڑے ہوئے ردی کے سامان بھی ان سے زیادہ باعزت ہوں۔
۳...... تہذیبی زوال اور غلامانہ ذہنیت۔
۴...... اچھے لوگوں سے محرومی اور خراب اور ناکارہ لوگوں کی زیادتی۔
۵...... خانہ جنگی، طوائف الملوکی اور باہم رسہ کشی۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

۶...... مادہ پرستانہ ذہنیت کے نتیجے میں اخلاقی زوال۔
۷...... مرکزی قوت کا فقدان اوراجتماعی انتشار اور بے بسی۔
۸...... ذوق عبادت سے محرومی۔
۹...... معاشرے پر بدترین لوگوں کا تسلط۔
۱۰...... قلب موضوع مردوں کا عورتوں کی غلامی میں چلا جانا وغیرہ۔
۱۱...... جرات کی کمی اور بزدلی۔
۱۲...... اموات کی کثرت اور قتل وخونریزی۔
۱۳...... برکت رزق سے محرومی اور فقروافلاس کا غلبہ۔
۱۴...... سیاسی اور فوجی طور پر خطرناک دشمنوں کا تسلط۔
۱۵...... دشمنوں کی طرف سے بے ثبوت اور بے تحقیق فوجی حملے اور منصوبہ بند سیاسی دباؤ۔
۱۶...... ایسی خونریز قاتلانہ کاروائی جس سے ظلم وبربریت کے سابقہ تمام ریکارڈ ٹوٹ جائیں۔
۱۷...... حرام وحلال کی تمیز کا فقدان اور مسخ شدہ ذہنیت۔
۱۸...... فتنوں کا مسلسل ظہور جیسے رہ رہ کر بارش برس رہی ہو۔
۱۹...... دنیا کی حریصانہ طلب اور دین کی ناقدری اور بے توقیری دنیا کے چندکوڑیوں کے بدلے دین اورایمان کی فروخت وغیرہ۔

محفوظ ترین راہ عمل

ان حالات میں ایک سچے مومن اورحق وہدایت کے طلب گار کے لئے محفوظ راستہ یہ ہے کہ:

۱...... مادہ پرستانہ رجحانات سے نجات حاصل کرکے روحانی رجحانات پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔

۲......اپنے تہذیبی اقتدار وروایات کا صحیح عرفان حاصل کیا جائے اوران کے تعلق سے کمتری کے تمام تراحساسات کو کھرچ کر پھینک دیا جائے۔۳...... عقل ودانش کا استعمال اور تنقیدی شعور کی بازیافت کی جائے۔۴......مخلصانہ طور پر مضبوط اتحادقائم کرنے کی کوشش کی جائے۔۵...... دینی غیرت کا احیاء اورایمانی احساسات کی نشوونما ہو۔۶......اللہ والوں کی صحبت وہم نشینی اختیار کی جائے۔۷...... دنیا سے زیادہ دین کے لئے ریاضت ومجاہدہ پر زور دیا جائے۔
۸...... دنیا کے مادی وسائل کے بارے میں احساس امانت پیدا کیا جائے۔ان کا صحیح استعمال ان کے جذبہ حصول پر قابو پایا جائے۔۹...... عورتوں اور مردوں کے جو حدود شریعت نے مقرر کئے ہیں ان کی رعایت کی جائے۔
۱۰......تحریف وتلبیس سے مکمل گریز کیا جائے۔۱۱......اپنے آپ کومکمل یکسوکرکے اعمال خیر کی طرف توجہ کی جائے۔
فتنوں سے اپنے کو دور رکھنے کی کوشش کی جائے اور لایعنی امور کی طرف التفات سے حتی الامکان بچا جائے۔
۱۲......اورسب سے بڑی بات یہ کہ صبر کا دامن کسی وقت ہاتھ سے نہ چھوٹے اور ہر پیش آنے والی صورت حال کواللہ کی مرضی سمجھ کرقبول کیا جائے۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

فلسفہ نماز!

حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ!

حدیث میں ہے کہ نمازیوں کی صف آرائی کے وقت حق تعالیٰ کو ہنسی آتی ہے۔ (کما یلیق بشانہ) کہ دیکھو میرے بندے کس طرح اپنے عیش وآرام کو چھوڑ کر میرے گھر کی طرف دوڑ رہے ہیں اور میرے دشمن شیطان کو مار بھگانے کے لئے آمادہ ہیں۔ ٹھیک اسی طرح بہ نص حدیث مجاہدین کی صف بندی کے وقت بھی حق تعالیٰ کو ہنسی آتی ہے کہ دیکھو میرے بندے کس طرح سروں کو ہتھیلی پر لئے ہوئے میری راہ میں جان دینے کے لئے آرہے ہیں۔ پھر جیسے نماز کی جماعت اور یہ شیاطین کی اجتماعی مدافعت گھروں میں نہیں رکھی گئی۔ بلکہ اس کے لئے مخصوص مکانات ہیں۔ جنہیں مساجد کہا جاتا ہے اور انہی میں اس کی ادائیگی کی ضرورت اور افضلیت ہے۔ ٹھیک اسی طرح جہاد بھی گھر کے کونوں میں نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے لئے مخصوص میدان ہوتے ہیں۔ جن میں یہ اجتماعی مقابلے عمل میں آتے ہیں۔ پھر جیسے نماز کے ختم پر اوراد واذکار اور تسبیح وتہلیل وغیرہ رکھی گئی ہیں۔ جو مثل ایک ''غنیمت باردہ'' کے ہیں۔ جنہیں لوٹنا اور رات، دن میں حصہ میں قائم کر لینا نمازیوں کے لئے ''لهم الحسنیٰ وزیادة'' کا مصداق ہوتا ہے اور گویا یہ روح صلوٰۃ کا تتمہ ہیں۔ جن میں کہ لے جانا بس غنیمت اور فضیلت ہے۔ ٹھیک اسی طرح جہاد کی عبادت کا تتمہ احراز غنیمت (مال غنیمت لوٹنا) ہے کہ اجر وثواب بھی ہے اور مادی منفعت بھی ہے۔ پھر جیسے نماز کا آغاز وانجام سب ہی ادعیہ واذکار پر ہے۔ بلکہ اس کی روح ہی ذکر اللہ ہے۔

چنانچہ حضور ﷺ سے صدا انواع اذکار وادعیہ مروی ہیں جو نماز کے اوّل وآخر اور درمیان میں پڑھے جاتے ہیں۔ ایسے ہی جہاد کا آغاز وانجام بھی ذکر اللہ اور مختلف دعاؤں پر رکھا گیا ہے۔ چنانچہ احادیث میں یہ اذکار مختلف مواقع جہاد کے لئے روایت کئے گئے ہیں۔ پھر جیسے نماز کے مقدمہ سے لے کر خاتمہ تک انتشار معاصی یعنی گناہوں کے بکھرنے کی صورتیں رکھی گئی ہیں۔ تاکہ بندہ کے گناہ بھی معاف ہوں اور ساتھ ہی اس کے لئے نشاط خاطر کی صورت بھی پیدا ہو جائے۔ جس سے وہ مسرور ہو کر بار بار اس عبادت کو شوق کے ساتھ ادا کرے۔ مثلاً وضو میں ایک ایک عضو دھونے سے اس کے کئے ہوئے گناہ جھڑتے ہیں۔ نیز عین صلوٰۃ میں بہ نص حدیث نمازی جب رکوع میں جاتا ہے تو اس کے کندھوں پر اس کے گناہوں کو لاد دیتے ہیں اور جب وہ کھڑا ہوتا ہے یا سجدہ میں جاتا ہے تو گناہ دونوں طرف سے خشک پتوں کی طرح گرنے اور بکھرنے شروع ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ بندہ گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح جہاد کے بارہ میں فرمایا گیا ہے کہ: ''السیف محاء للذنوب'' (تلوار سارے گناہوں کو ختم کر دینے والی ہے) جس سے ایک ایک گناہ جھڑ جاتا ہے اور خون کے ایک ایک قطرہ کے ساتھ آدمی کا نفس دھل کر صاف ستھرا اور چمکدار ہو جاتا ہے۔ غرض نماز اور جہاد میں اوّل سے آخر تک مناسبت ہی نہیں بلکہ مشابہتوں کا ایک غیر مختتم سلسلہ قائم ہے اور اس کا جزو جزو اس کے جزو جزو سے مطابقت کھاتا ہے۔ پس اگر جہاد کے اصول معلوم کرنے ہوں اور دشمنوں کے مقابلہ میں جنگی اسپرٹ تیار کرنی ہو تو نماز ہی اس کی بھی سکیم اپنے اندر رکھتی

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

ہے اور دن میں پانچ مرتبہ اس کی جنگی اسپرٹ کی طرف رہنمائی پریڈ تیار کرتی ہے اور اس کے آداب وقواعد سکھاتی ہے۔شاید اس لئے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں جہاد کے متعلق ضروری ترغیبات نماز میں سوچ لیتا ہوں۔حالانکہ یہ صورت اگر اسی معنی کرلی جائے کہ نماز میں انہیں بے فکری ہوتی ہوگی جس سے طبیعت میں یکسوئی آجاتی ہوگی اور کافی سوچ بچار کا موقع مل جاتا ہوگا تو بظاہر یہ برمحل نہ ہوگا۔کیونکہ نماز ازقسم افعال ہے۔ازقسم تروک نہیں ہے۔افعال میں تو خود انہی افعال کی طرف متوجہ رہ سکتی ہے نہ کہ دوسرے افعال کی طرف اور اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عمرؓ صلوٰۃ کی طرف سے توجہ منعطف کرتے ہوں گے تو ظاہر ہے کہ عین صلوٰۃ میں افعال صلوٰۃ سے گریز کر کے افعال جہاد کو سوچنا حضرت عمرؓ جیسی برگزیدہ شخصیت سے بعید ہے۔کیونکہ منافی خشوع صلوٰۃ ہے۔ہاں ایسا سکون تروک میں تو ہوسکتا ہے کہ آدمی نیت کے ساتھ کچھ کاروبار ترک کر کے بیٹھ رہے اور فارغ شدہ طبیعت کو دوسرے افعال کی طرف لگادے۔مثلاً صوم تروک کا مجموعہ ہے۔فعل اگر ہے تو صرف قلب کا ہے۔یعنی نیت اور اس کا استحضار ہر آن ضروری نہیں ہے۔اس لئے سوچ بچار کی فراغت روزہ میں زیادہ ہوسکتی ہے،نہ کہ صلوٰۃ میں۔نیز ایام صیام میں شیاطین بھی قید ہوتے ہیں کہ وسوسوں کا خطرہ ہو اور نفس کا دانہ پانی بھی بند ہوتا ہے کہ وہ تخیلات وافکار میں مبتلا کرے۔اس لئے اگر حضرت عمرؓ یہ فرماتے کہ میں روزہ کی حالت میں جہاد کی تشکیلات سوچ لیتا ہوں تو ایک برمحل بات بھی تھی۔یہ نماز کی کیا خصوصیت ہے کہ اس میں جنگی تشکیلات کو ترتیب دیا جائے۔جب کہ اس عبادت میں علاوہ افعال صلوٰۃ کے خود بہت سے شیاطین مستقلاً مصروف وسوسہ اندازی رہتے ہیں۔جس سے طبیعت کی یکسوئی اور دوسرے امور کی سوچ بچار کی فرصت یوں بھی دشوار ہے اور محال سی ہے۔پھر آخر میں یہ تشکیلات جہاد کی سوچ بچار کے لئے نماز کو کیوں خاص مقرر فرمایا گیا۔سو بخیال احقر اس کی دل لگتی وجہ یہی نظر آتی ہے کہ نماز خود ایک جنگی اسپرٹ اپنے اندر رکھتی ہے۔اس کے ہر ہر رکن کو جہاد سے مشابہت کامل ہے۔گویا ایک نماز گزار اگر حقیقت صلوٰۃ کو پیش نظر رکھ کر نماز ادا کرے تو وہ خود ہی تمام مراحل جہاد سے گزرے گا۔وہ معنوی ہے سو اگر اس کی طبیعت اس جہاد معنوی سے حسی کی طرف منتقل ہوجائے اور وہ ان مختلف جہادی مقامات پر گزرتے وقت جہاد حسی کے انہی مقامات کی طرف توجہ کرے کہ جن کی طرف قدرتاً بھی اسی کی طبیعت متوجہ ہے اور پھر ان حسی جہادیات کی وہی ترتیب وتشکیل سوچنے بھی لگے کہ جس کی نوعیت کی طرف بلا سوچے سمجھے بھی اس کی طبیعت چل رہی ہے تو نہ صرف غیر عجیب ہی نہیں بلکہ ہونا بھی یوں ہی چاہئے۔کیونکہ نماز کو اگر کسی چیز سے جزئی جزئی مطابقت ہے تو وہ صرف جہاد ہی سے ہے۔اس لئے فاروق اعظمؓ کا خاص کر نماز میں جہاد کی تشکیلات سوچ لینا کسی بے فکری یا خشوع صلوٰۃ سے اعراض کی دلیل نہیں۔بلکہ عین صلوٰۃ میں توجہ کی دلیل ہے کہ صلوٰۃ وجہاد ایک دوسرے پر اصولاً وکلیتہً منطبق اور ایک دوسرے سے بالکلیہ متشابہ ہیں۔پس فاروق اعظمؓ کا مقولہ درحقیقت نماز وجہاد کی ایک مستقل مشابہت کی طرف اشارہ کررہا ہے جو ہمارے عرض کردہ مضمون کی ایک زبردست تائید بلکہ برہان ہے۔

بہرحال اس سے واضح ہوا کہ نماز کے افعال اور حقائق میں پورا نظام سیاست امام اور امیر ملت کی صحیح پوزیشن شخصیت اور جمہوریت کی حدود،نصب امام،پھر امام کا مقام،پھر قوم کا منصب سمع وطاعت،امام کے ساتھ

تعاون، قومی وحدت، اتفاق واتحاد پھر سیاست کا جنگی پروگرام، فوج کے جنگی قواعد، تشدد اور عدم تشدد، فوج کی صف بندی ویکسانی۔ پھر اس میں مرکزیت جنگی مورچے اور ان کا استحکام، جنگ کے آداب، جنگ کا خالص اللہ کے لیے لڑنا، احراز غنیمت، دشمن کے ساتھ مناسب حال معاملہ۔ خلاصہ یہ کہ تعمیری اور تخریبی پروگرام کی ساری ہی اصولی تفصیلات کھپی پڑی ہیں۔

پس اگر ایک شخص اپنی ذاتی اصلاح چاہتا ہے تو بھی اس کا درمان نماز ہی ہے اور اگر ایک شخص نظام سیاست اور نظم مملکت قائم کرنا چاہتا ہے تب بھی اسے ساری رہنمایاں نماز ہی میں غور کرنے سے حاصل ہوسکتی ہیں۔ پس نماز ایک طرف تو اللہ تعالیٰ سے ملاتی ہے۔ ایک طرف مخلوق سے بھڑاتی ہے۔ ایک طرف انفرادیت سکھاتی ہے اور ایک طرف اجتماعیت اور تواصل پر لاتی ہے۔ ایک طرف سلم وسلامتی سکھلاتی ہے اور ایک طرف حرب ضرب پر آمادہ کرتی ہے۔ ایک طرف شخصی حالات درست کرتی اور ایک طرف جماعتی ڈسپلن (نظم) اور نظام قائم کرتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ نماز میں جہاں جمعیت ہے۔ وہاں جامعیت بھی ہے اور جہاں جامعیت ہے وہاں اس میں اجتماعیت بھی ہے۔ جمعیت سے شخصی نفوس قرار پکڑتے ہیں۔ جامعیت سے جماعتی تشکیل ہوتی ہے اور اجتماعیت سے نظام وڈسپلن قائم ہوکر جماعت باعزت شوکت بن جاتی ہے۔

اب دوسرے لفظوں میں یوں کہاں جاسکتا ہے کہ عبادات اور عادات کا جو مفصل پروگرام سارے اسلام میں پھیلا ہوا ہے۔ وہ سب کا سب تنہا ایک نماز میں سمٹا ہوا موجود ہے۔ پس اگر اسلام اسلام کبیر ہے تو نماز اسلام صغیر ہے۔ پس نماز بذات خود مکمل اسلام بھی ہے اور پورے اسلام کی میزان الکل بھی ہے کہ اسلام کی ساری عبادتیں اس میں جمع ہیں۔ اقوام کی ساری عبادتیں اس میں جمع ہیں۔ اکوان کی ساری عبادتیں اس میں جمع ہیں۔ اقوال کی عبادتیں اس میں ہیں اور افعال کی عبادتیں اس میں ہیں۔ ہیئات کی عبادتیں اس میں ہیں اور اشارات کی اس میں ہیں۔ پھر انسان کی شخصی عادات کا مداوہ اس میں ہے اور جماعتی خصائل وشمائل کی اصلاح اس میں۔ خلوت اس میں ہے اور جلوت اس میں۔ تبتل اس میں ہے اور تواصل اس میں۔ صلح اس میں ہے اور جنگ اس میں۔ غرض انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو اصولاً نماز میں موجود نہ ہو۔

پس اگر اسلام محض اس لئے دنیا کا ایک محض جامع ترین مذہب ہے کہ اس میں ہر شعبۂ زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے اور یہ اسلامی مذہب صرف اسی لئے اکمل ترین مذہب ہے کہ اس میں جمعیت نفوس۔ جامعیت اقوام اور اجتماعیت نظام کے سارے ہی فطری اسوے موجود ہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ نماز کو مستقل اسلام نہ کہا جائے اور کلیتہً اسے پورا دین کہہ کر نہ پکارا جائے کہ یہی سارے شعبہ ہائے حیات اس میں بھی عجیب وغریب کمال تشریع کے ساتھ جمع فرمادیئے گئے ہیں۔

پس اس کیفیت کے ساتھ نماز گویا ایک تخم ہے اور پورا اسلام اسی تخم میں سے نکلا ہوا ایک شجرہ طیبہ ہے۔ جو چیزیں نماز میں منطوی اور لپٹی ہوئی تھیں وہی سب چیزیں اسلام میں تفصیلی جزئیات کے ساتھ پھیلی ہوئی ہیں۔ پس پورا دین بڑا اسلام ہے اور صرف نماز چھوٹا اسلام۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے مشرک ومسلم کے درمیان میں اگر کسی

چیز کو فارق فرمایا ہے تو وہ نماز ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ ’’مفرق ما بيننا وبين المشركين الصلوٰة‘‘ (مشکوٰۃ) ہمارے اور مشرکوں کے درمیان فرق نماز ہے۔

یہی وجہ ہے کہ کسی عبادت کے ترک کو آپ ﷺ نے کفر سے تعبیر نہیں فرمایا بجز نماز کے۔ ارشاد ہے۔ ’’من ترك الصلوٰة متعمداً فقد كفر‘‘ جو قصداً تارک صلوٰۃ ہو گیا اس نے کفر کیا۔ کیونکہ نماز جب پورے اسلام کی میزان الکل ہے اور بلحاظ حقیقت خود اسلام ہے تو ظاہر ہے کہ اس ترک اسلام کو کفر کے سوا اور کیا لقب دیا جا سکتا تھا۔ اسی لئے حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ نماز کا گرا دینا پورے دین ہی کو منہدم کر دینا ہے۔ ’’الصلوٰة عماد الدين من اقامها فقد اقام الدين ومن هدمها فقد هدم الدين‘‘ نماز دین کا ستون ہے۔ جس نے اسے قائم رکھا۔ اس نے دین قائم رکھا اور جس نے اسے منہدم کر دیا۔ اس نے دین کی عمارت کلی منہدم کر دی۔ جس کا راز وہی ہے کہ نماز فی الحقیقت پورا اسلام اور جامع عبادات اسلام ہے۔ اس سے یہ لطیف نکتہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ جب نماز جامع عبادات ہے تو گویا نماز کا ادا کرنا درحقیقت ساری عبادتوں کا اجمالاً ادا کرنا ہے اور ساتھ ہی تفصیلی ادائیگی کے لئے مستعد ہو جانا ہے۔ اسی لئے حدیث میں ہے کہ روز قیامت سب سے پہلے نماز ہی کی پرسش ہوگی۔ اگر نمازیں پوری نکلیں تو فرمایا جائے گا کہ اب دوسری عبادتیں تفصیل سے دیکھنے کی ضرورت نہیں اور اگر نمازیں پوری نہ ہوں گی تو فرمائیں گے کہ اس کی اور عبادتیں بھی پوری نہ ہوں گی۔ لہٰذا سب کی پڑتال اور چھان بین کی جائے۔ اس کا راز بھی وہی ہے کہ خود نماز میں ساری عبادتوں کے نمونے موجود تھے۔ جب وہ ادھوری رہیں تو ساری عبادتیں ادھوری رہیں۔ پس اور ساری عبادتیں نماز کے لحاظ سے جزوی نکلیں اور نماز ان سب طاعات کے لحاظ سے کلی نکلی کہ سب عبادتیں اس کے دامن میں پڑی ہوئی ہیں۔ اس کا ادا کرنا گویا ان سب کا اجمالاً ادا کر دینا اور تفصیلی عمل کے لئے تیار ہو جانا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی واضح ہو گیا کہ تارک نماز گویا ساری ہی عبادتوں کا تارک ہے اور سب سے بڑا ظالم ہے۔ جیسا کہ فاعل صلوٰۃ ساری ہی عبادتوں کا فاعل ہے کہ وہ سب عبادتیں اس میں بھی تھیں اور سب سے بڑا عادل ہے اور شاید اسی لئے نماز کو شغف کے ساتھ ادا کرتے رہنا اور عبادتوں کی ادائیگی کی طرف خودبخود میلان اور رجحان ہوتا ہے کہ آدمی ان کے اجمال کو نماز ہی میں انجام دے لیتا ہے اور گویا ان کا مزہ چکھ لیتا ہے۔ جس سے اسے تفصیلی ادائیگی کا شوق پیدا ہو جانا چاہئے۔ مزید غور کرو تو نماز پڑھنے کی ذاتی خاصیت بھی یہی ہو سکتی ہے کہ اور عبادتیں بھی سہولت سے ادا ہونے لگیں اور تمام حسنات کی توفیق ہو۔ گویا نماز علاوہ جامع عبادات ہونے کے مفتاح عبادات بھی ہے کہ اس کے کرنے سے اور طاعات کی ادائیگی کا راستہ ہموار ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ کاموں کو مستمراً چلاتے رہنے کا راز انضباط اوقات میں مضمر ہے۔ یعنی اوقات منضبط کر لینے سے تمام کام بروقت ہوتے رہتے ہیں۔ اگر کسی کے کاموں کا کوئی وقت ہی مقرر نہیں ہے جب جی میں آیا کر لیا۔ جہاں یاد آیا انجام دے لیا، نہ وقت مقرر، نہ جگہ معین، تو قدرتی بات ہے کہ کاموں میں ناغہ بکثرت ہوگا اور ناغہ کی خاصیت ہے کہ بالآخر کام رہ جائے گا اور جب ایک کام اپنے وقت سے ٹلا تو دوسرے کاموں پر بھی طبعاً اثر پڑتا ہے اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایسے شخص کے سارے ہی کاموں کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اور جہاں یہ عملی زندگی منتشر ہوئی وہیں اس کا اثر یہ ہے کہ قلب کا سکون واطمینان

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.LAULAK.INFO

جاتا رہتا ہے۔ جیسا کہ ضبط اوقات اور نظام عمل کی برکت یہ ہے کہ ہر ایک کام اپنی اپنی جگہ بروقت گویا خود بخود انجام پاتے رہنے سے قلب کو تسکین اور بشاشت وطمانیت حاصل رہتی ہے۔ اب سمجھو کہ نماز کے بارہ میں حق تعالیٰ نے فرمایا: ''ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا'' نماز مؤمنوں پر ایک باوقت فریضہ ہے۔ نماز وقت کی عبادت ہے۔ جس کے زمانہ بھی متعین ہے اور مکان بھی یعنی ''مسجد'' جب ایک شخص کے مہم اوقات جو رات دن میں درحقیقت صرف اوقات نماز ہی ہیں۔ جیسا کہ واضح ہو چکا ہے۔ نماز میں مصروف ہوگئے تو علاوہ اس کے کہ اسے پابندیٔ اوقات کی عادت پڑے گی۔ قدرتی طور پر نمازوں کے درمیان اوقات کے کام بھی خود بخود متعین اور منضبط ہو جائیں گے اور ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ یہ درمیانی کام نیکیوں ہی کے متعین ہوں گے۔ بدیوں کے نہیں کیونکہ وہ نمازیں نمازی کے قلب کو اس درمیانی فاصلہ کے لئے اتنا منور اور متاثر کر دیتی ہیں کہ اس کی اندرونی رہنمائی عموماً نیک ہی کام کی طرف ہو سکتی ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ توقیت نماز سے عین نماز ہی کے اوقات نہیں بلکہ نمازوں کے درمیانی اوقات میں بھی انضباط پیدا ہو جانا ضروری ہے اور یہ کہ یہ اوقات نیکیوں سے بھرپور رہیں گے۔ جس سے واضح ہوا کہ نماز مفتاح طاعات ہے کہ باعث انضباط اوقات ہے۔

پس جب کہ نماز گویا دوسری طاعات کو مستلزم ہے تو اگر اس لحاظ سے بھی قیامت کے دن نمازوں کو مکمل دیکھ کر حکم لگایا جائے کہ اس کی اور عبادتیں بھی درست اور پوری ہیں تو اس میں کیا گیر موزونیت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ نماز نے ان سب طاعات کو ضبط اوقات اور تنظیم عمل کی وجہ سے سہل الوصول اور بے تکلف معمول بنایا ہوا ہوگا۔ جس سے وہ حقیقتاً پورے ہی ادا شدہ نکلیں گے۔ بہر حال اس سے واضح ہوا کہ نمازی آدمی درحقیقت تمام اعمال دین اور تمام اوصاف ایمان کا جامع اور تمام امور دنیا کی طرف سے مطمئن ہوتا ہے اور تارک نماز ان سب خوبیوں سے محروم ہوتا ہے۔ اس کے تمام اوصاف کمال اعمال اسلام بلکہ اس کے تمام دنیوی امور بھی پراگندہ رہتے ہیں۔ جس سے اس کے قلب میں نہ سکون ہوتا ہے نہ سلامتی۔ نہ طمانیت وبشاشت اور نہ نورانیت بلکہ وہ ایک مریض قلب ہوتا ہے۔ جس کا علاج ہو تو درست ہے۔ ورنہ ابدی موت مر جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ!

غرض تعلق مع اللہ کے جتنے شعبہ جات ہیں نماز میں سب کی تکمیل ہو جاتی ہے اور عبادت کی تمام انواع اس مختصر اور سہل عبادت کے اندر لپٹ کر خود بخود ادا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے نماز کو تعلق مع اللہ کے سلسلے میں عبادت کا فرد کامل کہنا چاہئے۔ گویا عبودیت صرف نماز ہی ہے اور بالذات عبادت ہے۔ پس اس معنی کا بھی عبودیت کا عنصر نماز ہی میں نکلا کہ نماز کے سوا دوسری عبادتیں محض اضافی عبادتیں ہیں۔ جنہیں امتثال امر نے عبادت کا انحصار نماز ہی میں نکلتا ہے کہ اس کی ادائیگی سے اور عبادتوں کی تقویم بھی ہوتی ہے اور ساری عبادتیں اسی ایک عبادت کے ذیل میں آجاتی ہیں۔ گویا یہ اصل ہے اور سب دوسری عبادتیں اس کی فرع ہیں اور ظاہر ہے کہ فروع کے وجود اور ثبوت کا دارومدار اصل پر ہوتا ہے۔ اس لئے اصلی وجود اصل ہی کا ہوتا ہے نہ کہ فروع کا۔ فروع گویا اصل کے سامنے معدوم اور بے وجود ہوتی ہیں۔ اس لئے بھی عبودیت کا انحصار نماز ہی میں نکالا۔ پس تنہا ایک نماز ہی اس لئے عبادت ہے کہ ان عبادتوں میں عبادت کے معنی ہی نہیں پائے جاتے۔ صرف اسی میں پائے جاتے ہیں اور اس لئے بھی وہی تنہا

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.LAULAK.INFO

عبادت ہے کہ اگر کسی عبادت میں کچھ بھی عبودیت کی شان پائی جاتی ہے تو وہ نماز کی بدولت ہے۔ غرض جو بھی معنی ہوں بہر صورت تعلق مع اللہ کے سلسلہ میں فرد کامل اور جو ہر فرد نماز ہی ثابت ہوتی ہے۔ جس سے معارف الٰہیہ کھل کر ذات وصفات کے کمالات نہ صرف عیاں ہی ہوتے ہیں بلکہ بندہ میں بھی جلوہ گر ہو جاتے ہیں۔

ادھر تعلق مع الخلق اللہ کے سلسلہ میں نماز ہی سے نظام ملک وملت درست ہوتا ہے۔ تمدن کی روح آجاتی ہے۔ یعنی میل ملاپ، تعاون وتناصر اور توادد وباہمی پیدا ہو جاتا ہے۔ ادھر تعلق مع النفس کے سلسلہ میں بھی نماز ہی سے نفسانی اخلاق ومقامات درست ہو جاتے ہیں۔ آدمی بہیمہ اور شیطان نہیں رہتا۔ بلکہ آدمی بن جاتا ہے۔

عالم صغیر تھا کہ اس میں عالم کبیر کے تمام نمونے اور نقشے مجتمع تھے۔ اسی طرح نماز اسلام صغیر ہے۔ جس میں اسلام کبیر کے تمام نمونے اور نقشے جمع ہیں۔ اگر انسان تکوینیات میں جامع الحقائق تھا تو نماز تشریعیات میں جامع الحقائق ہے۔ اس لئے جامع کا رشتہ جامع ہی سے ہونا چاہئے تھا تو انسان کا منتخب کیا گیا۔ اسلامی نماز کے لئے جو جامع الصفات ہے کہ مسلم انسان تو معرفت میں سب اقوام سے اکمل تھا اور اگلوں پچھلوں کے تمام معارف اسلام کی بدولت اس پر منکشف تھے کہ یہ آخری قوم تھا اور اسلامی نماز تمام اقوام کی نمازوں کو جامع تھی کہ آخری نماز تھی۔ پس مسلم انسان کا اسلامی نماز کے لئے منتخب کیا جانا ایک امر طبعی تھا تاکہ اس کی ہر ہر تکوینی حقیقت میں نماز کی ہر تشریعی حقیقت سے نورانیت اور جلا پیدا ہو اور انسانیت کا ہر ہر گوشہ نماز کے ہر ہر گوشہ سے منور ہو جائے تو پھر جس طرح یہ انسان نماز کی جامعیت کی وجہ سے تشریع کی ہر ہر عبادت کا ادا کنندہ ثابت ہوتا ہے اسی طرح اپنی ذات جامعیت کے ہر ہر نورانی پہلو کے سبب تکوین کے ہر ہر حقیقت کے علم کا جامع اور اس سے آشنا ثابت ہوگا۔ یونہی جب تکوینیات کی تمام حقائق اس میں نماز کی وجہ سے چمک اٹھیں گی اور جمادات، نباتات، حیوانات سب ہی کی حقیقتیں اس پر پوری طرح کھل جائیں گی تو اس کی باخبری اور علم ومعرفت کے اس وفور سے اس کی فوقیت بھی ان پر ثابت ہوگی اور اس نمایاں برتری کے سبب اس کی حکومت بھی ان پر قائم ہوگی۔ جس سے خلافت الٰہیہ کا وہ مقصد پورا ہو جائے۔ جس کے لئے انسان کی تخلیق عمل میں آئی تھی۔ اسی لئے فاروق اعظمؓ نے تمام محروسہ ہائے اسلامی میں ضابطہ کا فرمان نافذ فرمایا تھا کہ: ''ان اھم امور دینکم عندی الصلوٰۃ فمن ضیعھا فھو لما سواھا ضیع'' تمہارے دینی امور میں میرے نزدیک سب سے اہم نماز ہے۔ جس نے اسے ضائع کر دیا وہ دوسری اطاعات کو اس سے زیادہ ضائع کرے گا۔

گویا ضیاع صلوٰۃ کو ضیاع دین سمجھا۔ جس سے نماز کی غیر معمولی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ تمام عبادات تو اسلام میں اس طرح نازل ہوئیں کہ کسی کا حضور ﷺ پر الہام فرمایا گیا۔ کسی عبادت کو وحی ملک کے ذریعے نازل کر دیا گیا۔ کسی عبادت کو خواب کے ذریعہ منکشف کیا گیا۔ کسی کو دوسروں کے فعل اور حضور ﷺ کے تقریری سکوت سے مشروع کیا گیا۔ لیکن نماز کی فرضیت کے لئے ان سب سے نرالا اور جدا ایک ممتاز طرز اختیار فرمایا گیا اور وہ یہ کہ نماز فرض کرنے کے لئے خود جناب رسول اللہ ﷺ کو حق تعالیٰ نے اپنے پاس بلا بھیجا۔ شب معراج میں عرش عظیم پر مدعو فرمایا اور پھر انتہائی قرب سے مقرب بنا کر یہ نماز کا ہدیہ عطاء فرمایا۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

مذہب اسلام امن عالم کا علمبردار!

از: فاروق اعظم کھگڑیاوی

چھٹی صدی عیسوی تاریخ کا سیاہ ترین دور ہے۔ جس میں انسانیت حیوانیت ودرندگی کے آخری کنارے پر پہنچ چکی تھی۔ انسان انسان کے خون کا پیاسا تھا۔ نہ انسانی جان کی کچھ اہمیت تھی نہ اس کی عزت وآبرو محفوظ تھی اور بڑی مصیبت تو یہ تھی کہ انسانیت کی کشتی ضلالت وگمراہی کے بھنور میں ہچکولے کھا رہی تھی۔ لیکن ان کا کوئی کھیون ہار نہ تھا۔ پیغمبروں کی لائی ہوئی شریعت یا تو بھلائی جا چکی تھی۔ یا پھر تحریف وتبدیل نے اس کی صورت مسخ کر ڈالی تھی اور اس کا نتیجہ تھا کہ انسان حرص وہوس کا غلام تھا اور عقل وخرد کھو چکا تھا۔ گنے چنے چند افراد حق شناس تھے وہ بھی زندگی کے میدان سے کنارہ کش ہوکر ’’دیر وکلیسا‘‘ کے تنگ وتاریک گوشے میں راحت گزین تھے۔ ایسے پرفتن اور تاریک ترین دور میں اسلام کا دمکتا آفتاب عالم تاب بوقبیس کی پہاڑی سے طلوع ہوا اور اس کی نورانی کرنوں نے دیکھتے ہی دیکھتے ساری عرب کو بقعہ نور بنا دیا۔ بھٹکے ہوؤں نے راہ پائی، ظلم وناانصافی کا گھٹا ٹوپ بادل چھٹ گیا اور کچلی ہوئی انسانیت نے دوبارہ کروٹ لی۔ وہ لوگ جو کل تک بدامنی وناانصافی کے پہاڑ کے نیچے دبے ہوئے تھے اور مسلسل مظالم نے ان کی کمر توڑ دی تھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ فتنہ وفساد کا سرچشمہ خشک ہوگیا۔ شرارت وحیوانیت کا جہنم ٹھنڈا پڑ گیا۔

اسلامی تعلیمات

ہر چیز کی اپنی ایک شکل ہے۔ جب وہ اپنی اصلی صورت میں ہو تو ہر کوئی بآسانی اسے پہچان سکتا ہے اور یہ صورت اسی کے ساتھ خاص ہوگی۔ ورنہ تو اس کا امتیاز اٹھ جائے گا اور پہچاننا دشوار تر ہو جائے گا۔ بعینہ انسان کو بھی انسان اسی وقت کہا جا سکتا ہے جبکہ وہ اپنی صورت اصلیہ (انسانیت) میں ہو اور انسانیت کی مکمل گائیڈ بک اسلام ہے۔

’’اسلام کوئی بے جان نظریہ نہیں بلکہ انقلاب آفریں نظام حیات ہے۔ عقائد، عبادات، معاملات، معاشیات، اخلاقیات، سیاسیات، انسانی معاشرت، غرض یہ کہ زندگی کا کوئی شعبہ اس کی گرفت سے آزاد نہیں۔‘‘

چنانچہ اسلام نے عقائد کے ذریعے انسانیت کو معبودان باطلہ کے آگے سر جھکانے سے روک کر معبود حقیقی کی معرفت عطاء کی اور اسی خالق کائنات کے سامنے ماتھا ٹیکنے کا درس دیا۔ پھر معاملات کی درستگی کا حکم دے کر آپسی رنجش کا سدباب کیا۔ کسب حلال کی جانب بھی توجہ دلائی۔ ظلم وجور کرنے سے روکا، باہمی اتحاد، اخوت ومحبت کا پیغام دیا اور اپنی جان، اپنا مال، غیر کی جان اور اس کا مال، رشتہ دار، پڑوسی، شہری، ملکی، غیر ملکی، غیر مسلم کے حقوق، فرائض جرائم کی حیثیت، ان کی سزائیں، جنگ وصلح کے بنیادی ضابطے، خرید وفروخت، ہبہ، عاریت، اجارہ، تحفظ نسل، ازدواجی تعلقات وغیرہ کے طریقے، اصول قرآن حکیم اور سنت نبویہ ﷺ کو مقرر کر کے نوع انسانی کو وضع دستور اور قانون سازی کی الجھنوں سے آسودہ اور اس کی ذمہ داریوں سے سبکدوش کیا۔ اسلام تو ایک نسخہ کیمیا ہے جو عالم میں حیات انسانی کی صحت کا مدار ہے اور زندگی کے ہر شعبے میں انسانیت کی مکمل راہنمائی کرتا ہے۔

ظلم وزیادتی اسلام کی نظر میں

دراصل اسلام دنیا سے ظلم وناانصافی کی بیخ کنی کر کے اس میں امن وامان کا ماحول بنانے کے لئے وجود پذیر ہوا۔ لہٰذا احکم الحاکمین کا پاک ارشاد ہے: ’’لا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق‘‘ ﴿جس شخص کے قتل کو اللہ نے حرام کیا ہے اس کو بجز جائز صورتوں کے قتل مت کرو۔﴾ ایک دوسری جگہ ارشاد ہے: ’’ہم نے لکھا بنی اسرائیل پر کہ جو کوئی قتل کرے ایک جان کو جس نے کسی کو قتل نہ کیا ہو اور اس نے فساد برپا کیا ہو تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا اور جس نے زندہ رکھا ایک جان کو گویا اس نے سب لوگوں کو زندہ رکھا۔‘‘ ایک اور جگہ ظلم وزیادتی کے روک تھام کے سلسلے میں قرآن کہتا ہے۔ ’’اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کیا کرو۔ ہم ان کو اور تم کو رزق مقدر دیں گے۔‘‘ چوری کے سلسلے میں ارشاد ہوتا ہے۔ ’’چوری کرنے والا مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔‘‘ اسلام نے جرم کے بدلے سزا قائم کی اور ایک کو سزا دے کر سیکڑوں کو اس جرم سے باز رکھا۔ چنانچہ قرآن اس کی منظر کشی کرتا ہے۔ ’’اے صاحبان عقل وبصیرت جان کے بدلے میں جان لینے کے اندر تمہارے لئے ایک عظیم زندگی ہے۔‘‘ اور خدائے وحدہ لاشریک ان چیزوں کو ہرگز پسند نہیں فرماتے۔ حدیث شریف میں ہے: ’’أبغض الرجال عند اللہ الالد الخصم‘‘ ﴿اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض جھگڑالو آدمی ہے۔﴾ (بخاری ومسلم) اسلام بدامنی، ظلم وناانصافی کو کسی لحہ برداشت نہیں کرتا ہے۔ پوری اسلامی تعلیمات کھنگال لی جائے۔ ایک جملہ ایسا نہیں ملے گا۔ جس سے ظلم وناانصافی کا اشارہ بھی ملتا ہو۔ لہٰذا قائد انسانیت ﷺ کا منصفانہ ارشاد ہے۔ ’’أقیموا حدود اللہ فی القریب والبعید ولا یأخذکم فی اللہ لومۃ لائم‘‘ ﴿اللہ کی حدیں بلاتمیز دور ونزدیک سب پر جاری کرو اور اس سلسلے میں تم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ مت کرو۔﴾ (مشکوٰۃ کتاب الحدود ص۳۱۳)

اسلام کا طریقہ امن

اسلام دنیا میں امن وامان کا خواہاں ہے۔ اس نے اجتماعی امن کے لئے ایسا عمدہ اور مؤثر نظام تجویز کیا ہے۔ جس کے نفاذ سے حیرت انگیز طور پر معاشرہ امن وامان سے مالا مال ہو جاتا ہے اور علاقہ میں بسنے والا ہر شہری اپنی جان ومال، عزت وآبرو کی طرف سے مطمئن ہو کر عافیت کی فضاء میں سانس لیتا ہے۔ چنانچہ اس مقصد سے اسلام نے دنیا میں پائے جانے والے سات بڑے بڑے جرائم پر عبرتناک سزائیں مقرر کی ہیں۔ وہ جرائم یہ ہیں:

۱......قتل۔ ۲......چوری۔ ۳......ڈکیتی۔ ۴......زنا۔ ۵......تہمت زنا۔ ۶......شراب نوشی۔ ۷......اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو جانا۔

لہٰذا تحقیقی نگاہ ڈالی جائے اور غور سے دیکھا جائے تو چشم دیدہ اور نور وبصیرت رکھنے والوں کو پتہ چل جائے گا کہ اس دنیا میں ظلم وزیادتی اور فساد کے بنیادی اسباب یہی چند ہیں۔ لیکن ان جرائم کی روک تھام کے لئے محض زبانی اپیلیں یا آخرت کی وعیدیں سنا دینا کافی نہیں۔ بلکہ عملی طور پر ایسے مذاکرات ناگزیر ہیں۔ جن کے ذریعے معاشرے کو مذکورہ چیرہ دستیوں سے محفوظ رکھا جا سکے اور مجرم ایسی عبرتناک سزاؤں سے دوچار ہو۔ تا کہ اسے دیکھ کر

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

کسی اور کو ایسے جرم کی طرف قدم بڑھانے کی ہمت نہ ہو سکے۔ اسلام کی مقرر کردہ عبرت آموز سزاؤں کا خلاصہ یہ ہے: ’’قتل کی سزا، قصاص یا عوض مالی ہے۔ چوری کی سزا، ہاتھ کاٹنا۔ ڈکیتی کی سزا، قتل، سولی یا ہاتھ پیر کاٹنا ہے۔ زنا کی سزا، شادی شدہ ہو تو سنگسار کرنا ورنہ سو کوڑے لگانا۔ تہمت زنا کی سزا، ۸۰ کوڑے۔ شراب نوشی کی سزا، ۸۰ کوڑے۔ ارتداد کی سزا، قتل۔‘‘

چنانچہ اسلام نے ان حکمتوں کے ذریعے انسانیت کے پھوڑوں، پھنسیوں کا جڑ سے خاتمہ کر کے گروہ انسانی کو ایک خوشگوار اور سکون واطمینان کی زندگی بخشی۔ اسی سلسلے میں مفتی ظفیر الدین مفتاحی اسلام کو امن وامان کا تاج محل ثابت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔ ’’امن وامان کی بنیادی اجزاء یہ ہیں: (۱)...... جان محفوظ ہو۔ (۲)...... عزت وآبرو پر کوئی ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ کرے۔ (۳)...... جائیداد وملکیت اور دولت میں کوئی بلا اجازت تصرف نہ کرے۔ (۴)...... عقل درست رہے اور اخلاق پاکیزہ ہوں۔‘‘

مزید وہ فرماتے ہیں: ’’جن لوگوں نے اسلام کا مطالعہ گہری نظر سے کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ اسلام نے ان تمام چیزوں کی پوری رعایت کی ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ قابل حفاظت اور لائق اہمیت شے انسانی جان ہے۔ غریب ہو یا امیر۔ سلطان ہو یا گدا، بچہ ہو یا جوان مرد ہو یا عورت، شہر کا رہنے والا ہو یا دیہات کا باشندہ، تعلیم یافتہ ہو یا جاہل، پھر اونچے گھرانے کا چشم وچراغ ہو یا محتاج ودست نگر گھرانے کا، مسلم ہو یا غیر مسلم، تندرست ہو یا بیمار، ناکارہ ہر ایک کو وفادار شہری کی حیثیت سے حق حاصل ہے کہ وہ ملک میں آزادی کے ساتھ رہے۔ آسودہ زندگی گذارے۔ اپنے خیالات وعقیدت میں اس کو آزادی ہو۔ کوئی پابندی نہ ہو اور ہر خطرے واندیشے سے اس کا دل مطمئن ہو۔‘‘

اسلام میں رواداری

اسلام نے ہر موڑ پر عدل وانصاف کی بڑی سخت تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ قرآن کہتا ہے: ’’ان اللہ یأمر بالعدل والاحسان ‘‘ ﴿اللہ تعالیٰ عدل وانصاف کا حکم فرماتا ہے﴾ پھر اسلام میں عدل وانصاف کی تاکید صرف اپنوں ہی میں نہیں فرمائی گئی ہے۔ بلکہ غیروں کے ساتھ بھی اور جان ومال، دین وایمان کے دشمنوں کے حق میں بھی عدل وانصاف کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ قرآن کا کھلا ارشاد ہے: ’’لا یجرمنکم شنأن قوم علی أن لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ ‘‘ ﴿کسی قوم کی عداوت تم کو اس گناہ پر آمادہ نہ کردے کہ تم اس کے ساتھ ناانصافی کرو۔ تقوے کی شان کے یہی زیادہ مناسب ہے﴾ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کسی شخص سے یا کسی قوم سے اگر بالفرض ہماری دشمنی اور لڑائی ہو۔ تب بھی ہم اس کے ساتھ کوئی بے انصافی نہیں کر سکتے اور اگر کریں تو اللہ کے نزدیک سخت مجرم اور گنہگار رہوں گے۔

اسلام میں اخوت ومحبت کی ایک جھلک

اسلام نے جہاں انسانیت کو ظلم وبربریت کے گہرے سمندر سے نکال کر امن وامان کے ساحل پہ کھڑا کیا۔ وہیں باہمی اخوت وہمدردی اور حسن سلوک کی بے پایاں دولت سے بھی نوازا۔ لہٰذا: پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’الخلق عیال اللہ فأحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ ‘‘ ﴿تمام مخلوق خدا کی عیال ہیں۔لہٰذا سب سے بڑا محبوب خدا کے نزدیک وہ ہے جو خدا کے عیال کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔﴾ (رواہ البیہقی)
حسن سلوک کی بہترین تصویر حضرت انسؓ کے قول میں دیکھی جاسکتی ہے۔وہ فرماتے ہیں: ’’میں دس سال آپ ﷺ کی خدمت میں رہا۔لیکن آپ نے مجھے لفظ اف تک نہیں کہا۔‘‘ اسلام نے ایک طرف والدین کے ساتھ احسان اور حسن سلوک کا حکم دیا تو دوسری جانب بیوی، اولاد اور غلاموں کے ساتھ بھی صلہ رحمی ومحبت کا درس دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ اخوت وہمدردی کا حقیقی معلم اسلام ہی ہے۔

اسلام میں عفوودرگذر

دشمنوں سے پیار ومحبت، عفوودرگذر کے واقعات بہت ہیں۔لیکن اسلام نے اس سلسلے میں جو نمایاں رول ادا کیا ہے اس سے تمام ادیان ومذاہب قاصر وعاجز ہیں۔چنانچہ ہجرت کے وقت سرداران قریش نے یہ اعلان کیا کہ جو آپ ﷺ کا سر قلم کر کے لائے گا اسے سو اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔سراقہ ابن جعشم اس انعام کے لالچ میں مسلح ہوکر آپ کے تعاقب میں گھوڑا دوڑاتا ہے۔قریب پہنچ جاتا ہے۔یار غار حضرت ابوبکر صدیقؓ گھبرانے لگتے ہیں۔سرور کائنات ﷺ دعاء کرتے ہیں۔تین دفعہ گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس جاتے ہیں۔سراقہ تیر کے پانسے نکال کر فال دیکھتا ہے۔ہر دفعہ جواب آتا ہے۔اے سراقہ! تو اپنے عمل سے باز آجا تیرے لئے خطرے کی بات ہے۔گویا سراقہ اندر سے مرعوب ہوجاتا ہے اور لوٹنے کا عزم کر لیتا ہے۔حضور ﷺ کو آواز دیتا ہے اور خط امان کی درخواست کرتا ہے کہ جب آپ کا غلبہ قریش پر ہوجائے تو مجھ سے باز پرس نہ کی جائے۔آپ ﷺ یہ امان نامہ لکھ کر اس کے حوالے کرتے ہیں۔فتح مکہ کے بعد وہ اسلام قبول کر لیتا ہے۔تاہم آپ ﷺ اس سے یہ نہیں پوچھتے کہ سراقہ تمہارے اس دن کے جرم میں کیا سزا تجویز کی جائے؟۔ایسے ہی امن وامان کا خوبصورت نقشہ دیکھئے۔ابوسفیان کون ہے؟ وہ جو احد، خندق وغیرہ لڑائیوں کا سرغنہ تھا۔جس نے کتنے مسلمانوں کو تہہ تیغ کرایا۔جس نے خود کتنی مرتبہ حضور ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔جو ہر قدم پر اسلام کا سخت ترین دشمن ثابت ہوا۔لیکن فتح مکہ سے پہلے جب حضرت عباسؓ کے ساتھ آپ ﷺ کے سامنے آتا ہے تو گو اس کا ہر جرم اس کے قتل کا حکم دیتا ہے۔مگر رحمت عالم ﷺ کا عفو عام ابوسفیان سے کہتا ہے کہ ڈرنے کی بات نہیں ہے۔آپ ﷺ انتقام کے جذبے سے بالاتر ہیں۔پھر حضور ﷺ نہ صرف معاف فرماتے ہیں بلکہ یہ بھی فرماتے ہیں: ’’من دخل دار ابی سفیان کان آمنا‘‘ ﴿جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوجائے وہ بھی مامون ومحفوظ ہے۔﴾
اسی طرح امن وامان کی بہترین شکل اس پیرائے میں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ہندہ، ابوسفیان کی بیوی، وہ ہندہ جو احد کے معرکہ میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ گا گا کر قریش کے سپاہیوں کا دل بڑھاتی ہے۔وہ جو حضور اکرم ﷺ کے سب سے محبوب چچا اور اسلام کے ہیرو حضرت حمزہؓ کی لاش کے ساتھ بے ادبی کرتی ہے۔ان کے سینے کو چاک کرتی ہے۔ان کے کان، ناک کاٹ کر ہار بناتی ہے۔کلیجہ نکال کر چبانا چاہتی ہے۔لڑائی کے بعد آپ ﷺ اس دلدوز منظر کو دیکھ کر بے تاب ہوجاتے ہیں۔وہ فتح مکہ کے دن نقاب پوش ہوکر سامنے آتی ہے اور یہاں بھی گستاخی

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.LAULAK.INFO

سے باز نہیں آتی۔ لیکن سراپا عفو ودرگذر ﷺ پھر بھی کچھ تعارض نہیں فرماتے ہیں اور یہ بھی نہیں پوچھتے ہیں کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ عفو عام کی اس معجزانہ مثال کو دیکھ کر بے ساختہ پکار اٹھتی ہے: ’’اے محمد ﷺ! آج سے پہلے میں آپ کے خیمہ سے زیادہ کسی خیمہ سے نفرت نہیں کرتی تھی۔ لیکن آج آپ کے خیمہ سے زیادہ کسی کا خیمہ مجھے محبوب نہیں ہے۔‘‘

حضرت حمزہؓ کا قاتل وحشی فتح طائف کے بعد کہیں بھاگ کر چلا جاتا ہے اور جب وہ مقام بھی فتح ہوجاتا ہے تو کوئی دوسری جائے پناہ نہیں ملتی۔ لوگ کہتے ہیں۔ وحشی! تو نے ابھی محمد ﷺ کو پہچانا نہیں۔ تمہارے لئے آستانہ محمدی ﷺ سے بڑھ کر کوئی جائے امن نہیں! وحشی حاضر ہوجاتا ہے۔ محسن انسانیت، پیکر جودوسخا ﷺ دیکھتے ہیں۔ نگاہیں نیچی کر لیتے ہیں۔ پیارے چچا کی شہادت کا دل خراش منظر قلب کے مندمل زخم پر نمک پاشی کرنے لگتا ہے۔ آنکھیں اشک بار ہوجاتی ہیں۔ قاتل سامنے موجود ہوتا ہے۔ لیکن سو جان فدا ایسی شریعت اور اس کے سچے راہنما پر کہ انتقام اور برا بھلا کہنا تو درکنار امن وامان سے مامور الفاظ کے ذریعے یہ ارشاد ہوتا ہے۔ ’’وحشی جاؤ میرے سامنے نہ آیا کرو! شہید چچا کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔‘‘

گلشن اسلام کے کس کس پھول کو تحریر میں پرو دیا جائے کہ ہر پھول اپنی جگہ ایک چمن کی حیثیت رکھتا ہے اور امن وامان کے کس پہلو کو آشکارہ کیا جائے کہ سراپا یہ خود امن وامان ہے۔ چنانچہ آپ یہودی قوت کا اصل مرکز خیبر گئے۔ وہاں لڑائیاں ہوئیں۔ شہر فتح ہوا ایک یہودیہ نے آپ ﷺ کی دعوت کی۔ آپ ﷺ نے بلا پس وپیش منظور فرمالیا۔ یہ یہودیہ جس نے گوشت پیش کیا تھا۔ اس میں زہر ملا ہوا تھا۔ آپ ﷺ گوشت کا ٹکڑا منہ میں رکھتے ہی باخبر ہوجاتے ہیں۔ یہودیہ بلائی جاتی ہے اور اپنے قصور کا اعتراف بھی کرتی ہے۔ لیکن امن وامان کے پاسبان رحمت دوعالم ﷺ کے دربار سے اس کو کوئی سزا نہیں ملتی۔ حالانکہ اس زہر کا اثر آپ ﷺ کو پوری زندگی محسوس ہوتا رہا۔

اسلام سراپا امن وآشتی کا پیامبر

آج دنیا میں امن وآشتی کی جھوٹی دعویدار تنظیمیں یہ کیچڑ اچھالتی ہیں کہ اسلام دہشت گردی کا سبق دیتا ہے۔ اسلام میں امن وامان نہیں اسلام نے عورتوں کے حقوق تلف کر کے انہیں گھر کا قیدی بنا کر ان پر ظلم کیا۔ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے۔ مخالفین اسلام کے اس شبہے کا ازالہ کہ اسلام تلواروں کے زوروں پر پھیلایا گیا ہے کا اصولی جواب تو خود اسلام کے قانون سے ظاہر ہے۔ جس کے بعض ضروری واقعات یہ ہیں:

1…… قتال میں عورت، اپاہج، بوڑھے اور اندھے کا قتل ان کے کفر پر قائم رہنے کے باوجود جائز نہیں۔ اگر اشاعت اسلام بزور تلوار ہوتا تو کیسے ان کو چھوڑا جاتا؟۔

2…… جزیہ مشروع کیا گیا۔ اگر تلوار کفر کے بدلے میں ہوتی تو ان کے کفر پر باقی رہنے کے باوجود جزیہ کیسے مشروع ہوتا؟۔

3…… پھر جزیہ بھی تمام کفار پر نہیں۔ چنانچہ عورت پر نہیں، اپاہج اور نابینا پر نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تلواروں کی طرح جزیہ بھی جزائے کفر نہیں۔ ورنہ تو سب کفار کو عام ہوتا۔ جب کہ جزیہ تلوار سے ہلکا ہے جو جزائے کفر نہیں تو تلوار جو کہ زیادہ سخت ہے کیسے جزائے کفر ہوگی؟۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.LAULAK.INFO

لیکن ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہے۔ وہ نہیں دیکھتے ہیں کہ اسلام سے پہلے لوگوں کے کیسے حالات تھے۔ کس قدر عریانیت، قتل وغارت گری، حق تلفی، عصمت دری، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا، سخت وحشیانہ اور ظالمانہ سزاؤں کا رواج تھا۔ یہاں تک کہ ملزموں کو ہاتھیوں کے پاؤں کے نیچے روندا جاتا تھا۔ الٹا لٹکا دیا جاتا اور تانت کے کوڑوں سے پیروں پر ضرب لگا کر انہیں چلنے سے معذور کردیا جاتا تھا۔ آنکھوں میں کھولتا ہوا تیل ڈالا جاتا تھا۔ زبان کھینچ کر نکال لی جاتی تھی اور لوہے کی کنگھی سے ملزم کی کھال ادھیڑنے کا دستور بھی تھا۔ جب اسلام اس روئے زمین پر نظر نواز ہوا تو اس نے ان تمام چیرہ دستیوں کا خاتمہ کردیا۔ عورتوں کی عزت وآبرو کی حفاظت کی۔ انہیں صحیح حق دلایا۔ معصوم لڑکیوں کو بھوکے بھیڑیوں کے چنگلوں سے چھڑایا۔ بے حیائی، قتل وغارت گری، کو جڑ سے مٹا کر ادنیٰ غلاموں کو بھی اس دنیا میں جینے کا حق دیا اور آج بھی جو کوئی اسلامی شعار کو اپنائے ہوئے ہے خواہ وہ کسی بھی مذہب وملت کا ماننے والا ہو وہ اپنی زندگی کو انتہائی پرسکون محسوس کرتا ہے اور ہر خردمند کو اسلام کے امن وامان کی حقانیت بصدق دل تسلیم ہے۔ چہ جائیکہ وہ ایمان سے محروم رہے۔

اسلام کی حقانیت غیروں کی زبانی

’’گاندھی جی نے جیل سے باہر آکر تجربات جیل کے سلسلے میں ارقام فرمایا ہے کہ: ’’سیرۃ النبی (مصنفہ شبلی مرحوم) کے مطالعے سے میرے اس عقیدہ میں مزید پختگی اور استحکام آگیا کہ اسلام نے تلوار کے بل پر کائنات انسانی میں رسوخ حاصل نہیں کیا تھا۔ بلکہ پیغمبر اسلام ﷺ کی انتہائی سادگی، انتہائی بے نفسی، عہود ومواثیق کا انتہائی احترام، اپنے رفقاء وتبعین کے ساتھ گہری وابستگی، جرأت، بے خوفی، اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ اور اپنے مقصد ونصب العین کی حقانیت پر کامل اعتماد اسلام کی کامیابی کے حقیقی اسباب تھے۔ یہ خصائص تھے جو ہر مشکل اور ہر رکاوٹ کو اپنی ہمہ گیر رو میں بہالے گئے۔‘‘

’’شری راج وید پنڈت گدادھر پرشاد نے کہا: ’’میں ایک راسخ العقیدہ ہندو ہوں۔ لیکن میں نے ہندو، عیسائی اور اسلامی مذہب کے بانیوں کے حالات زندگی کو اپنی بہترین توجہ کا خراج دیا ہے اور میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اسلام دنیا کا بہترین مذہب ہے۔ میں بانگ دہل اعلان کرتا ہوں کہ اگر کسی مذہب کو اخوت باہمی، اخلاق وتہذیب اور اتحاد کی دولت فراوانی اور کثرت کے ساتھ عطاء کی گئی ہے تو وہ مذہب کا سردار ’’اسلام‘‘ ہے۔ اسلام کی فیاضی اور کشادہ دلی اس کی امتیازی شان ہے۔ وہ امیر وغریب سب کو اپنی شفیق آغوش میں پناہ دیتا ہے۔ اچھوت پن کی لعنت دور کرنے کی طاقت صرف اسلام ہے۔‘‘

غیر مسلم کے مشہور راہنما ’’ایڈورڈ گبن‘‘ نے کہا: ’’محمد ﷺ کا مذہب صاف اور شک وشبہ سے بالاتر ہے اور خدائی واحدانیت کی تصدیق میں قرآن ایک شاندار شہادت ہے۔‘‘

عالمگیر مذہب اسلام ہے

یہ تمام تفصیلات اسلام کی حقانیت کو آفتاب نیم روز سے زیادہ واضح طور پر بتاتی ہیں۔ لہٰذا ہمارے سامنے

اسلام صاف وشفاف آئینے کی مانند ہے کہ جس میں نہ کوئی داغ ودھبہ ہے اور نہ ہی کوئی پوشیدگی وتنگی، یہ مذہب سراپا سلامتی کا ضامن ہے اور پوری انسانیت کو امن وآشتی کا پیغام دیتا ہے۔ باہمی حقوق کی ادائیگی کا سختی سے تاکید کرتا ہے اور عورتوں کی ناموس کی حفاظت کرتا ہے۔ آپس میں اتحاد، اخوت وہمدردی کا سبق سکھلاتا ہے اور یہ چیزیں صرف اہل مذہب ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جس طرح ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق متعین کئے اسی طرح سے غیر مذہب والوں کے ساتھ بھی حقوق کی ادائیگی کی پوری پوری رعایت کا حکم صادر کیا۔

انسانی زندگی کے خوشگوار بننے کا مدار انہیں خصوصیات میں مضمر ہے۔ ان تمام اوصاف ہی کی تعبیر انسانیت ہے۔ خلاصہ یہ کہ انسانیت دو چیزوں کا مجموعہ ہے۔ ایک اپنی سچی پہچان، دوسرے زندگی کو خوشحال بنانے کے ذرائع، نیز اس کی جستجو پھر اس پر تعمیر اور اسلام ان تمام چیزوں کا مرقع ہے۔ اگر کوئی انسان اپنے پروردگار کی دی ہوئی تمام نعمتوں (ظاہر وباطن) سے کلی طور پر لطف اندوز ہونا چاہتا ہے تو وہ اسلام کے آغوش میں آئے اور اپنے رب عظیم کے حکم کے مطابق اس کی زندگی ہو۔ تاکہ زندگی کی اصل لذت حاصل ہو اور ہمیشہ ہمیش کی کامیابی وکامرانی ہاتھ آجائے۔ کیونکہ ایک غلام کے لئے مولیٰ کے حکم کی تعمیل اور خوشنودی ہی مقصد حیات ہوا کرتا ہے۔ لہٰذا یہ حقیقت اظہر من الشمس کی مانند بالکل آشکارہ ہوگئی کہ اسلام سے بڑھ کر کوئی مذہب نہیں اور حقیقی معنوں میں مذہب اسلام ہی امن عالم کا علمبردار ہے۔

نویں سہ ماہی تحفظ ناموس رسالت کانفرنس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت وشبان ختم نبوت پنوعاقل کے زیر اہتمام عظیم الشان نویں تحفظ ناموس رسالت کانفرنس ۶ رمئی ۲۰۰۹ء بروز بدھ بعد نماز عشاء مرکزی جامع مسجد پنوعاقل میں منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت خانوادہ ہالیجی شریف کے چشم چراغ حضرت مولانا صاحبزادہ غلام اللہ ہالیجوی صاحب نے کی۔ جب کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن اور ختم نبوت سرگودھا کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد رضوان نے خصوصی بیان فرمایا۔ مقررین نے نوجوانوں پر زور دیا کہ وہ جناب خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت اور ناموس رسالت کے لئے ہر گھڑی ہر لمحہ محنت اور لگن کے ساتھ اپنی جدوجہد جاری رکھیں۔ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ جو کہ اس تحریک کے روح رواں تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص حضور ﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے صرف ایک گھنٹہ وقف کرے کل بروز محشر اسے حضور ﷺ کی شفاعت اور جنت ملے گی۔ جس کا ضامن میں ہوں۔

کانفرنس سے مولانا قاری عبدالحمید شیخ، مولانا قاری خلیل الرحمٰن انڈھڑ، مولانا محمد حسین ناصر اور مولانا عبدالرحیم چاچڑ اور دیگر مقامی علماء نے خطاب فرمایا۔ کانفرنس کے تمام انتظامات شبان ختم نبوت کے صدر مشتاق علی منگی اور جنرل سیکرٹری حافظ محمد ایاز شیخ اور ان کے دیگر ساتھیوں نے کئے۔

ملعون مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں!

محمد خالد الضرار

قارئین کرام! آج ہم ملعون قادیان مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی پیشین گوئیوں کے حوالہ سے گفتگو کرنا چاہیں گے۔ آیئے پہلے دیکھتے ہیں کہ جب حقیقی نبی امی ﷺ پیشین گوئی فرماتے ہیں تو میرا اللہ کیسے اس کو پورا کرتا ہے۔

یہ واقعہ بخاری شریف جلد ثانی کتاب المغازی باب ذکر النبی من یقتل ببدر کی پہلی حدیث میں مذکور ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت سعد بن معاذؓ سے روایت کرتے ہیں اور یہ سعد امیہ بن خلف کے دوست تھے اور ایسے دوست تھے کہ جب مکہ آتے تو امیہ کے گھر ٹھہرتے اور امیہ جب مدینہ آتا تو ان کے گھر ٹھہرتا۔ جب رحمت عالم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے آئے تو حضرت سعد ایک مرتبہ عمرہ کرنے مکہ آئے اور امیہ کے گھر ٹھہرے۔ اس سے کہا کہ کوئی ایسا وقت تلاش کرو جو تنہائی کا ہو۔ تاکہ میں طواف کرسکوں۔ خیر امیہ ایک تنہائی کے وقت میں لے گیا۔ اچانک راستہ میں ابوجہل مل گیا اور امیہ سے کہنے لگا اے ابوصفوان! (امیہ کی کنیت) یہ تیرے ساتھ کون ہے؟۔ امیہ نے کہا یہ سعد بن معاذ ہیں۔ ابوجہل نے حضرت سعد کو مخاطب کر کے کہا میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم مکہ میں امن کی حالت میں طواف کر رہے ہو۔ حالانکہ تم نے صابیوں کو ٹھکانا دیا ہوا ہے اور تم نے یہ گمان کرلیا ہے کہ تم ان کی مدد کرو گے۔ اللہ کی قسم! اے سعد اگر تم ابوصفوان کے ساتھ نہ ہوتے تو اپنے گھر درست حالت میں نہ جاسکتے تھے تو سعد بن معاذؓ نے ترکی بہ ترکی جواب دیا کہ اگر آج تو مجھے طواف سے روکے گا تو میں شام کا تیرا راستہ بند کردوں گا جو مدینہ سے گزر کر جاتا ہے۔ اس دوران امیہ حضرت سعد سے کہنے لگا کہ اے سعد! اونچی اونچی نہ بولو۔ یہ اس وادی کا سردار ہے۔ حضرت سعدؓ نے اسے جھڑکتے ہوئے کہا تو ایک طرف ہو جا۔ کیونکہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ تیری بھی خیر نہیں۔ تو بھی ہمارے ہاتھ سے قتل ہوگا۔ امیہ نے کہا میں قتل ہوں گا اور وہ بھی مکہ میں۔ حضرت سعد نے فرمایا کہ یہ بات میں نہیں جانتا۔ اب وہ اس پر شدید گھبراہٹ کا شکار ہوگیا اور اسی حالت میں گھر پہنچا تو اس نے اپنے بیوی سے کہا اے ام صفوان! تجھے پتہ ہے کہ سعد نے میرے متعلق کیا کہا ہے۔؟ اس نے کہا مجھے تو پتہ نہیں۔ امیہ نے اس کو ساری بات بتائی اور کہنے لگا اللہ کی قسم میں مکہ سے نہیں نکلوں گا۔

پھر جب بدر کی لڑائی کا موقع آیا تو ابوجہل نے لوگوں سے لشکر کشی کے لئے جمع ہونے کو کہا اور کہنے لگا تم اپنے قافلہ کی مدد کرو تو امیہ نے لشکر میں شمولیت کو ناپسند جانا۔ اس دوران ابوجہل امیہ کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا اے ابوصفوان! تم تو اس وادی کے سردار ہو۔ اگر تم پیچھے رہو گے تو لوگ بھی تمہاری وجہ سے رک جائیں گے اور اسے برابر قائل کرتا رہا۔ حتیٰ کہ امیہ نے کہا اب تو تو مجھ پر غالب آ ہی گیا تو میں مکہ کا بہترین اونٹ خریدوں گا۔ الغرض اس نے رخت سفر باندھ لیا تو اس کی بیوی نے روکا اور سعد بن معاذؓ کی بات یاد دلائی۔ لیکن محمد عربی ﷺ کی پیشین گوئی اس کو کھینچ رہی تھی۔ اس نے جواب دیا کہ میرا ان کے ساتھ تھوڑا دور ہی جانے کا ارادہ ہے۔ بہرحال

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.LAULAK.INFO

جب امیہ لشکر کے ساتھ روانہ ہوا تو ابوجہل نے اس کو پکڑ لیا اور بدر کے میدان تک اس کا پیچھا نہ چھوڑا اور پھر اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ومحبوب نبی امی ﷺ کی پیش گوئی کو پورا کر دکھایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ جب حقیقی نبی کسی بات کی پیشین گوئی کر دے تو پھر وہ ٹلتی نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرما چکے ہیں: ’’ومایںطق عن الھویٰ ۰ ان ھو الا وحی یوحیٰ‘‘ تاریخ میں صرف قوم یونس کا واقعہ ملتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے عذاب کی خبر دی۔ مگر وہ اللہ کی مشیت میں نہیں تھا۔ اس بنا پر ان کو عذاب نہیں دیا گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو عام قاعدہ کلیہ سے مستثنیٰ بھی قرار دیا ہے تو ان کے ساتھ اللہ کا یہ ایسا معاملہ تھا جس پر دوسروں کو قیاس نہیں کیا جا سکتا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے استثناء کی وجہ بھی ساتھ ہی ذکر فرمادی ہے: ’’لما آمنوا کشفنا عنھم عذاب الخزی‘‘ یعنی جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے ان سے عذاب دور کر دیا۔

گویا کہ ان پر حضرت یونس علیہ السلام کی پیشین گوئی کے مطابق درحقیقت عذاب کے اثرات ظاہر ہونے لگے تھے۔ لیکن جب وہ ڈر گئے اور محض ڈرے نہیں بلکہ اللہ کی توفیق سے ایمان بھی لے آئے اور پھر خوب عاجزی بھی ظاہر کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب دور فرمادیا۔

قارئین! آیئے اب ہم مرزا غلام احمد قادیانی کی پیشین گوئی اسی اصول کے تناظر میں دیکھتے ہیں کہ جب نبی کوئی پیشین گوئی کر دے تو وہ جھوٹی نہیں ہو سکتی اور مستثنیٰ واقعہ میں بھی محض ڈرنے کی وجہ سے نہیں ٹلی تھی۔ بلکہ نبی کی مکمل اتباع کی وجہ سے ہی دور ہوئی تھی۔

امراض خبیثہ میں مبتلا نہ ہونیکی پیشین گوئی

مرزا قادیانی ملعون لکھتا ہے کہ: ’’خدا تعالیٰ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر کوئی خبیث مرض دامن گیر ہو جائے جیسا کہ جذام اور جنون اور مرگی تو اس سے لوگ یہ نتیجہ نکالیں گے کہ اس پر غضب الٰہی ہو گیا۔ اس لئے اس نے مجھے بشارت دی کہ ہر ایک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا اور اپنی نعمت تجھ پر پوری کروں گا۔‘‘

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۳۱، خزائن ج ۱۷ ا حاشیہ ص ۶۹)

اگر مرزا قادیانی نبی ہوتا اور اس کا یہ دعویٰ من جانب اللہ ہوتا تو ضرور پورا ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ دعویٰ ہی اس کے منہ پر مارتے ہوئے اس کو بیماریوں کا مجموعہ بنا دیا۔ اگر اس کو بیماریوں کا عالمی چمپئن کہا جائے تو یہ اسم بامسمیٰ ہوگا۔ مرزا قادیانی کی بیماریوں کے تذکرے کئی کتابوں میں موجود ہیں۔ چند حوالہ جات قارئین کی نذر ہیں:

۱...... ’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر اول کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ اس کے بعد سے آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ اول ص ۱۳)

۲...... ’’مجھے (مرزا) دو بیماریاں مدت دراز سے ہیں۔ ایک شدید درد سر اور یہ مرض۔ تقریباً پچیس برس تک دامن گیر رہی اور اس کے ساتھ دوران سر بھی لاحق ہو گیا اور طبیبوں نے لکھا ہے کہ ان عوارض کا آخری نتیجہ مرگی ہوتی ہے۔

(خزائن ج ۲۲ ص ۳۷۷)

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

۳...... ’’میرا تو یہ حال ہے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ مبتلا رہا ہوں۔ تاہم مصروفیات کا حال یہ ہے کہ بڑی بڑی رات تک بیٹھا کام کرتا رہتا ہوں۔ حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے۔‘‘

(ملفوظات ج دوم ص۳۷۶)

قارئین کرام! یہ تین حوالے آپ کی نذر ہیں۔ غور فرمائیں کہ اللہ رب العزت نے جھوٹے نبی کی زبان سے ہی اس کی پیشین گوئیوں کا رد کروادیا ’’فکیف کان نکیر‘‘ اللہ تعالیٰ نے کیسے مرزے کے منہ پر اسی کی زبانی طمانچہ لگوایا۔ آیئے اب مرزا قادیانی کی دیگر ہرزہ سرائیوں کی طرف چلتے ہیں:

ملکہ برطانیہ اور اسکی اولاد کے مسلمان ہونے کی پیشین گوئی

مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۹۴ء تک اپنی کی ہوئی پیشین گوئیوں کو معمولی سمجھا اور ایک انٹرنیشنل قسم کی پیشین گوئی کرنے کی ٹھانی۔ چنانچہ اس نے فروری ۱۸۹۴ء میں ایک کتاب نورالحق شائع کی۔ اس کی پہلی جلد ص۴۳،۴۴ پر ملکہ برطانیہ اور اس کی اولاد کے مسلمان ہونے کی پیشین گوئی کردی۔ آپ قدرت خداوندی کا ظہور دیکھیں کہ اس وقت ملکہ وکٹوریہ برطانیہ کی حکمران تھی۔ اس کے بعد شاہ ایڈورڈ ہفتم، جارج خامس، ایڈورڈ ہشتم حکمران بنے۔ لیکن کسی نے بھی اسلام قبول نہ کیا اور اسلام کیا قبول کرتے الٹا اسلام اور مسلمانوں سے بغض وعناد میں حد درجہ بڑھے ہوئے تھے۔ لیکن قادیانیوں کی ہٹ دھرمی دیکھیں کہ پھر بھی اس کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ اگرچہ انہوں نے زبان سے اقرار نہیں کیا تھا۔ لیکن دل سے یہ سب کے سب مسلمان تھے۔ (قادیانیت کی ناکامیوں کی مختصر روائیداد ص۲۹)

مرزا قادیانی کی اپنی عمر کے متعلق پیشین گوئی

آج کل مرزا کے مرید اس بات کو بہت پھیلا رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوا تھا۔ حالانکہ مرزا قادیانی خود لکھتا ہے کہ: ’’اب میری سوانح یہ ہے کہ میری پیدائش ۱۸۴۰/۳۹ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی۔‘‘ (کتاب البریہ حاشیہ ص۱۷۷، خزائن ج۱۳ ص) مرزائیوں نے اس کی تاویل یہ کی کہ حضرت صاحب (یعنی مرزا) نے اپنی تاریخ پیدائش غلط لکھی ہے۔ کسی نے ۱۸۳۷ء قرار دی تو کسی نے ۱۲ فروری ۱۸۳۵ء، کسی نے تحقیق کی کہ حضرت کی پیدائش ۱۸۳۳ء میں ہوئی تھی۔

اب آپ دیکھیں کہ نبی صاحب تو کہیں میری پیدائش ۱۸۴۰/۳۹ء میں ہوئی ہے۔ جبکہ مریدین کہتے ہیں کہ نہیں حضرت آپ سے غلطی ہوئی ہے۔ ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ آپ کی پیدائش ۱۸۴۰/۳۹ء میں نہیں بلکہ ۱۸۳۵ء میں ہوئی ہے۔ اس ساری کھینچا تانی کی وجہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی عمر کے متعلق پیشین گوئی کی تھی کہ: ’’خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسی برس یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم ہوگی۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، خزائن ج۱۲ ص۲۵۸،۲۵۹)

ذرا ملاحظہ فرمائیں جھوٹے نبی کی جھوٹی وحی کو کہ ایک ہی بات میں گیارہ بارہ سال کا فرق ڈال دیا۔ یہ وحی نہ ہوئی شیطان کی آنت ہوگئی۔ حالانکہ جب نبی پیشین گوئی کرتا ہے تو پکی ٹھکی کرتا ہے۔ اس کی بات گول مول نہیں ہوتی۔ اب دیکھیں محمد عربی ﷺ کی پیشین گوئی کو کیسے سچا کر دکھاتے ہیں۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.LAULAK.INFO

مسلم شریف میں امام مسلمؒ نے غزوۂ بدر پر مشتمل طویل حدیث حضرت انسؓ سے نقل فرمائی ہے۔اس میں مذکور ہے کہ:''بدر کی رات میں جبکہ آپ ﷺ میدان جنگ میں پہنچ گئے۔آپ ﷺ نے زمین پر ہاتھ رکھ کر فرمایا انشاء اللہ! کل یہ جگہ فلاں کی قتل گاہ ہوگی اور یہاں فلاں شخص قتل ہوگا۔'' حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کے آنحضرت ﷺ نے نام لے کر ان کی قتل کی جگہ بتلائی تھی وہ اسی جگہ قتل ہوئے۔بال برابر بھی ادھر ادھر نہیں ہوئے۔(مسلم جلد ثانی ص۱۰۲)

بہر حال مرزا قادیانی نے کہا کہ میری عمر ۸۰ یا اس سے ۶/۵ سال زیادہ یا ۶/۵ سال کم ہوگی تو مرزا قادیانی پیدا ہوا، ۱۸۴۰/۳۹ء میں اور مرا ۱۹۰۸ء میں۔یہ کل مدت ۶۸، ۶۹ سال بنتی ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی بیان کردہ مدت کے اقل کو بھی نہیں پہنچتی تو قادیانی جماعت کے لئے اس وجہ سے بڑی مشکل پیدا ہوگئی۔اس بناء پر یہ لوگ اپنے نبی کی تاریخ پیدائش کو ربڑ کی مانند کھینچتے ہیں۔تاکہ اس کی مزید ذلت ورسوائی کا سبب نہ بن سکے۔یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ مرزا قادیانی کے جتنے بھی تاریخ نگار ہیں ان میں سے ۱۸۴۰/۳۹ء لکھنے والے سب کے سب مرزا قادیانی کی زندگی کے ہیں اور اس سے کم جتنے بھی لکھنے والے ہیں وہ اس کے بعد کے امتیوں کی کارستانیاں ہیں۔

محمدی بیگم سے نکاح کی پیشین گوئی

قارئین کرام! مرزا قادیانی کو شادیاں کرنے کا بہت شوق تھا۔نصرت جہاں بیگم سے نکاح کے بعد بھی اس کا دل نہیں بھرا تو محمدی بیگم (جو مرزا قادیانی کی رشتہ دار تھی) سے نکاح کی ترکیبیں لڑانے لگا۔لیکن جب وصال کا ہر ذریعہ ختم ہوگیا اور محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہوگئی تو بھی مرزا قادیانی کو اس کے بیوہ ہونے کی تمنا رہی۔اسی تمنا کے دوران اس نے مولانا بٹالوی کو اپنا یہ الہام سنایا بکر وثیب اور کہا کہ کنواری (نصرت جہاں بیگم) سے تو نکاح ہو چکا۔اب بیوہ کے نکاح کا انتظار ہے۔ (خزائن ج۱۵ص۲۰۱)

مرزا قادیانی دنیا سے چلا گیا۔لیکن اس کی یہ تمنا وآرزو پوری نہ ہوسکی اور کیسے پوری ہوسکتی تھی۔اللہ تعالیٰ نے تو اس کی آرزو اس کے منہ پر ماری تھی۔بیچارہ نبی بننے چلا تھا۔اسے تو اتنا بھی نہیں پتا تھا کہ نبی دنیا میں رنگرلیاں مناتے اور اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے نہیں آتا۔وہ تو معصوم ہوتا ہے۔نکاح وہ زمین پر کرتا ہے لیکن فیصلہ آسمانوں سے آتا ہے:''فلما قضیٰ زید منها وطرآ زوجنکها'' اور اس کے نکاح کرنے میں بھی بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔تو خیر جب مرزا قادیانی اس تمنا کو سینے میں چھپائے آنجہانی ہوگیا تو جلال الدین شمس قادیانی نے اس کی تاویل یہ کہ:''خاکسار کی رائے میں یہ الہام الٰہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المومنین کی ذات میں ہی پورا ہوا ہے جو بکر یعنی کنواری آئیں اور ثیب یعنی بیوہ رہ گئیں۔(تذکرہ حاشیہ ص۳۹) یہ عجیب بات ہے کہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ الہام پورا نہیں ہوا اور مرید کہتا ہے کہ پورا ہوگیا۔

مرزا قادیانی کی اپنی جائے موت کے متعلق پیشین گوئی

موت کا علم علم غیب ہے جو کہ صرف اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔حتیٰ کہ موت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ومحبوب نبی امی ﷺ کو بھی علم نہیں عطا فرمایا تھا۔اگر ایک شخص جو الہام کا دعویدار ہو اور وہ بڑے اصرار سے دعویٰ کرے کہ میں مکہ یا مدینہ میں مروں گا اور وہ کسی دوسری جگہ مرجائے تو یہ بات واضح طور پر معلوم ہوجاتی ہے کہ یہ

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.LAULAK.INFO

شخص جھوٹا تو تھا ہی اس کے ساتھ ساتھ وہ افتراء علی اللہ کا بھی مرتکب ہوا ہے۔ اب ذرا ملاحظہ فرمائیں مرزا قادیانی کی اپنی جائے موت کے متعلق پیشین گوئی: ''مرزا قادیانی نے اپنی موت سے تقریباً اڑھائی سال پہلے ۱۴ر جنوری ۱۹۰۶ء کو یہ دعویٰ کیا کہ وہ مکہ میں مرے گا یا مدینہ میں۔'' (تذکرہ ص۵۸۲ طبع دوم) لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت قہاریہ کا اظہار فرمایا کہ یہ ملعون دنیا کی محترم اور پاکیزہ ترین جگہوں میں موت کے دعوے کر رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے عام جگہ میں بھی موت نہیں دی۔ بلکہ دنیا کی گندی اور ناپاک ترین جگہ اس کی موت کے لئے منتخب فرمائی اور اپنی قدرت کا کرشمہ ظاہر فرماتے ہوئے اس کو اتنا اعزاز دیا کہ ہر شخص اپنی جائے موت کی طرف خود چل کر جاتا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کی موت کی جگہ خود اس کے پاس چل کر آئی تھی اور پھر مرزا، ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو ہیضہ کی بیماری میں مبتلا ہو کر لاہور شہر میں بیت الخلاء میں انتہائی ذلت وعاجزی کی حالت میں مرا اور قادیان میں دفن ہوا۔ اس پر کسی من چلے نے کیا خوب کہا ہے: دو لکڑیاں دوکانے ...... مرزا مویا ٹٹی خانے

قارئین کرام! یہ تھا مرزا قادیانی کی پانچ بڑی بڑی پیشین گوئیوں کا تذکرہ۔ ان کے علاوہ مرزا قادیانی نے بے شمار پیشین گوئیاں کی تھیں۔ ان میں بھی اسے منہ کی کھانا پڑی تھی۔ مقصود ہمارا ان تمام کا احصاء کرنا نہیں ہے۔ بلکہ صرف یہ بیان کرنا ہے کہ اللہ رب العزت سے کسی کی رشتہ داری نہیں ہے۔ جب وہ کسی کو اپنا نبی چن لیتا ہے تو پھر اس کی ہر طرح سے حفاظت کا ذمہ بھی خود ہی لیتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہوئے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے تو پھر اس کی قدرت جباریہ کو بھی جوش آتا ہے اور اسے زندگی کے ہر موڑ پر ذلیل ورسوا فرما کر تاقیامت عبرت کا نشان بنا دیتے ہیں۔

ختم نبوت کنونشن اسلام آباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی، اسلام آباد کے زیر اہتمام جامعہ اسلامیہ صدر راولپنڈی میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کنونشن زیر صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب منعقد ہوا۔ جس میں تقریباً ۵۰۰ علماء کرام نے شرکت کی۔ کنونشن کے مہمان خصوصی شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب تھے۔ اجلاس میں حضرت مولانا ظہور احمد علوی، حضرت مولانا قاری محمد نذیر فاروقی، حضرت مولانا قاضی عبدالرشید، حضرت مولانا محمد حسین طارق، حضرت مولانا مفتی معاذ، حضرت مولانا محمد طیب، حضرت مولانا زاہد وسیم، قاری عبدالوحید قاسمی۔ ان سب علماء کرام نے اعلان کیا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگوں کی قیادت میں ہمہ وقت تیار ہیں۔ ختم نبوت کنونشن میں شمالی علاقہ کی نمائندگی حضرت مولانا محمد حسین طارق نے کی اور علماء کشمیر کی نمائندگی قاری عبدالوحید قاسمی نے کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی، اسلام آباد کی اہم کمیٹی کا اعلان کیا گیا۔ کمیٹی کے صدر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرؤف کو منتخب کیا گیا۔ کمیٹی کے ممبران شیخ الحدیث حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن، حضرت مولانا قاضی عبدالرشید، حضرت مولانا ظہور احمد علوی، حضرت مولانا قاری محمد نذیر فاروقی، حضرت مولانا شیخ الحدیث قاضی مشتاق احمد، حضرت مولانا زاہد وسیم، حضرت مولانا محمد طیب، حضرت مولانا محمد حسین طارق، قاری عبدالوحید قاسمی شامل ہیں۔ فیصلہ یہ کیا گیا کہ آئندہ جمعۃ المبارک ۳ر اپریل پورے ملک میں یوم ختم نبوت منایا جائے گا۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.LAULAK.INFO

رپورٹ سہ روزہ تربیتی کورس ختم نبوت!

مدرسہ احسان القرآن لاہور

مولانا انیس احمد مظاہری

ایمان کی حفاظت وبقاء اور دین متین میں ترقی عقیدہ ختم نبوت پر پختگی اور اس کی اہمیت وعظمت سے واقفیت کے اندر مضمر ہے۔ خاتم النبیینﷺ کے دامن رحمت میں آنے اور آپﷺ کی سیرت اپنانے میں ہے۔ جب کہ پوری دنیائے کفر مسلمانوں میں سے ایمان کی اصل اور روح محبت رسول اللہﷺ کو مٹانے کے درپے ہے اور ان کی کوششیں نت نئے فتنوں کی شکل میں ظاہر ہورہی ہیں اور ہوتی رہتی ہیں۔ اللہ کریم اپنی پناہ میں رکھے اور ہمیشہ تمام فتنوں سے پوری امت کی حفاظت فرماتے رہیں۔ تاریخ اسلام میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اسلام کو جتنے فتنوں کا سامنا کرنا پڑا ان میں سے سب سے بڑا دجالی اور تلبیسی فتنہ گذشتہ صدی میں منکرین ختم نبوت کا فتنہ قادیانیت ہے۔ کیونکہ یہ لوگ ارتداد وکفر کو چھپا کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔ جو دشمنان اسلام کی ناپاک سازشوں کے تحت وجود میں آیا اور اپنے تلبیسی انداز سے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لینے کی ناپاک کوشش کی لیکن اللہ کریم نے دین حق کی حفاظت اپنے ذمہ لی ہے۔ خاتم النبیینﷺ نے ایک مبارک جماعت کے حق پر قائم رہنے کی خبر دی ہے۔ جو بحمد اللہ قائم ہے اور ہر ظاہر ہونے والے فتنے کی سرکوبی کے لئے کوشش کرتی رہتی ہے۔ ختم نبوت کی عظمت کو سمجھنے اور فتنہ قادیانیت کے تعاقب اور اس سے واقفیت کی غرض سے مجلس منتظمہ مدرسہ احسان القرآن والعلوم النبویہ نے اساتذہ، اور طلباء کے لئے سہ روزہ دورہ ختم نبوت کا انعقاد کیا۔ الحمد للہ یہ دوسرا سالانہ دورہ ختم نبوت تھا۔ دورہ پڑھانے کے لئے تینوں دن عظیم عالمی مبلغ ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب زید مجدہ خلیفہ مجاز عارف باللہ حضرت اقدس سید نفیس الحسینیؒ تشریف لاتے رہے۔ دورہ ختم نبوت مورخہ ۲۳ ربیع الاوّل ۱۴۳۰ھ بروز ہفتہ بوقت صبح ۱۰ بجے شروع ہوا۔ تینوں دنوں میں کل چھ نشستیں ہوئیں۔

پہلی نشست کا خلاصہ

خطبہ مسنونہ کے بعد حضرت نے فرمایا الحمد للہ گذشتہ سال ختم نبوت کا مطلب، اہمیت وفضیلت، حیات عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی علیہ الرضوان جیسے اہم موضوعات پر سیر حاصل بحث ہوچکی۔ اب ان چند ایام کی نشستوں میں قادیانیت کا تعارف اور جھوٹے مدعیان نبوت کی مختصر تاریخ وغیرہ ذالک عنوانات زیر بحث آئیں گے۔

جھوٹے مدعیان نبوت کے فتنہ کا آغاز

اس فتنہ کا آغاز حضورﷺ کے زمانہ مبارک سے ہی ہوگیا تھا۔ جیسے مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، سجاح نامی عورت، طلیحہ وغیرہ، حضرت نے اس مجلس میں ان چاروں کے دجل اور طریقہ استدلال کا تذکرہ کیا۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.LAULAK.INFO

دوسری نشست کا خلاصہ

دوسری نشست کا آغاز ظہر کی نماز کے بعد ہوا۔ جس میں مرزا قادیانی ملعون کا بچپن، عادات، بدذوقی اور اس کے خاندان کا پس منظر اور انگریز سے وفاداری جیسے امور کو تفصیلاً بیان کیا۔

پیدائش

مرزا ملعون کی پیدائش ۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی۔ قادیانی لوگ بہت ہی شدومد سے سن ولادت ۱۸۳۵ء بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ دراصل قادیانی مرزے کی پیش گوئی کو سچا کرنے کے لئے اس طرح کہتے ہیں۔ جس کو اللہ رب العزت نے جھوٹا کر کے اسے ذلیل کردیا۔ مرزا ملعون نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ میری عمر ۸۰ سال یا اس سے دو چار، چھے سال کم یا دو چار، چھ سال زیادہ ہوگی۔ لہٰذا اس جھوٹے کی یہ پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوئی۔ جبکہ ۶۶ سال کی عمر میں ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء میں واصل جہنم ہوا۔

خاندانی پس منظر

ہندوستان میں بسنے والے بے شمار خاندان تھے۔ پھر آخر کیا وجہ ہے کہ انگریز نے اگر چنا تو صرف اور صرف مرزا ملعون کے خاندان کو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرزا کا خاندان ابتداء ہی سے انگریز کا وفادار ثابت ہوا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مرزا کے باپ نے اہل حق کے خلاف انگریز کی مدد کے لئے گھڑسواروں کی ایک جماعت روانہ کی اور اسی نہج پر چلتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی نے پوری زندگی انگریز سے وفاداری کا ثبوت دیا۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا کی ساری زندگی کے افعال، اقوال اور دعاوی میں تضاد پایا جاتا ہے۔ لیکن صرف اس کے اس قول میں تضاد نہیں کہ: ”انگریز کی اطاعت واجب ہے اور اس کے خلاف جہاد حرام ہے۔“

تیسری نشست کا خلاصہ

تیسری نشست کا آغاز بروز اتوار صبح ۱۰ بجے ہوا۔ اس مجلس میں بنیادی طور پر جن عنوانات پر گفتگو ہوئی وہ یہ ہیں۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت، مرزا قادیانی کی دھوکہ دہی، مکروفریب اور قادیانی جماعت کی بنیاد۔ جب انگریز غاصب برصغیر میں آیا تو مسلمانوں سے ہر وقت دہشت زدہ رہتا تھا کہ اگر مسلمان جہاد پر اتر آیا تو یہ سلطنت چھن جائے گی۔ لہٰذا غاصب انگریز نے ایک اجلاس کا انعقاد کیا کہ مسلمانوں سے جہاد کا جذبہ کیسے ختم کیا جائے۔ لہٰذا دو قرار دادیں پیش ہوئیں: ۱...... یہ مسئلہ (جہاد) قرآن مجید میں مذکور ہے۔ اس کو ختم نہیں کیا جاسکتا۔ ۲...... ایک ایسا آدمی تیار کیا جائے جس کو نبی بنایا جائے۔ کیونکہ یہ کام کوئی مولوی نہیں کرسکتا۔ اس لئے کہ مولوی مسئلہ بتاتا ہے بناتا نہیں۔

فتنہ قادیانیت کا آغاز

۲۳ رمارچ ۱۸۸۹ء میں لدھیانہ میں مرزا غلام احمد قادیانی ملعون نے قادیانی جماعت کی بنیاد رکھی۔ یہاں سے اصل معرکہ کا آغاز ہوتا ہے۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

تحریک ختم نبوت کی ابتداء

سب سے پہلے اس کا رد لدھیانہ کے تین علماء کرام نے کیا جن کے اسماء گرامی حضرت مولانا احمد لدھیانویؒ، مولانا عبداللہ لدھیانویؒ، مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ ہیں۔ان علماء کرام نے اس تحریک کے پہلے دن ہی اس کی مجلس میں کھڑے ہوکر اس کی تکذیب کردی اور اس (مرزا قادیانی) پر کفر کا فتویٰ لگایا۔تو تحریک ختم نبوت کا سہرا ان تینوں بزرگوں کے سروں پر سجا۔اس کے بعد ایک بزرگ مولانا غلام دستگیر قصوریؒ نے اس کے خلاف اس طرح کام کیا کہ انہوں نے ملعون مرزا قادیانی کو خط لکھا کہ آپ کو آپ کے الہامات کفر کی طرف لے جارہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ کسی مجلس میں میری اور آپ کی گفتگو ہوجائے۔مرزا قادیانی نے جواب دیا کہ میری تمام تر گفتگو تصوف کی لائن سے ہے اور آپ اس کو جانتے نہیں۔لہٰذا میں آپ سے گفتگو نہیں کرسکتا۔اس طرح سے مرزا نے ان کو طرح دے دیا۔پھر حضرت مولانا غلام دستگیرؒ نے اس کے ملحدانہ الہامات پر کفر کا فتویٰ مرتب کیا۔یہ فتویٰ علماء عرب کو بھیجا۔جس پر انہوں نے دستخط کیے۔

چوتھی اور پانچویں نشست کا خلاصہ

چوتھی نشست کا آغاز بروز اتوار بعد از نماز ظہر اور پانچویں نشست کا آغاز بروز پیر صبح ۱۰ بجے ہوا۔ان دونوں نشستوں میں حضرت نے مرزا کے ساتھ علماء کرام کے مناظروں اور مباہلوں کو تفصیلاً بیان فرمایا۔ہر ایک موقعہ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے راہ فرار اختیار کی یا ذلیل وخوار ہوا۔مرزا قادیانی کے ایک تاریخی مناظرے کے بارے میں جو عبداللہ آتھم عیسائی پادری سے ہوا کہ بیان کرتے ہوئے حضرت نے فرمایا کہ یہ مناظرہ ۱۵ دن جاری رہا اور کسی نتیجہ پر نہیں پہنچا۔اس مناظرے میں مرزا ملعون نے سیدنا مسیح علیہ السلام کی شان میں اس قدر گستاخیاں کیں کہ الامان والحفیظ۔جس کی بناء پر عیسائی لوگوں کو حضرت آقا نامدار ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے کا موقع مل گیا اور انہوں نے آپ ﷺ کی شان میں گستاخیاں کیں۔جس کا سبب مرزا قادیانی ملعون بنا۔

قادیانیوں کا دجل

ہم جب مرزائیوں سے کہتے ہیں کہ دیکھو غلام احمد قادیانی نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں کس قدر گستاخیاں کیں ہیں تو قادیانی اس کو چھپانے کے لئے کہتے ہیں کہ مرزا نے یہ سارا بائبل کے حوالے سے لکھا اور کہا تھا۔حالانکہ یہ ان کا دجل وکذب ہے۔اس لئے میں تمہاری توجہ ایک حوالہ کی طرف مبذول کراتا ہوں۔دافع البلاء کی ابتداء میں لکھتا ہے کہ:’’حضرت یحییٰ علیہ السلام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بہرحال ایک وجہ سے فضیلت حاصل ہے۔کیونکہ یحییٰ کا تعلق فاحشہ عورتوں کے ساتھ نہیں تھا۔اسی وجہ سے قرآن میں ان کو حصوراً کہا گیا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا ان کاموں کی وجہ سے یہ نام نہیں رکھا گیا۔‘‘ العیاذ باللہ!

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

چھٹی عمومی مجلس کا خلاصہ

اس دورہ ختم نبوت کی آخری نشست کا آغاز بروز پیر بعد از نماز عصر ہوا۔ اس نشست میں ہر خاص وعام کو مدعو کیا گیا تھا۔ تا کہ ہر کوئی مستفید ہو سکے۔ اس نشست کا آغاز قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا۔ پھر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ہدیہ عقیدت شاعر ابن شاعر جناب محترم سید سلیمان گیلانی حفظہ اللہ اور ان کے شاگرد رشید جناب فیصل بلال حسان اور مدرسہ ہذا کے طلباء کرام نے پیش کیا اور یہ مبارک سلسلہ نماز مغرب تک جاری رہا۔ بعد از نماز مغرب حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی شاہؒ نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر مفصل بیان فرمایا اور قادیانیوں کے عقائد، عزائم سے عوام کو آگاہ ومتنبہ کیا۔ پھر اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ایک قرارداد پیش کی گئی جو منظور کی گئی۔ آخر میں مدرسہ ہذا کے مؤسس خلیفہ مجاز قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صدیقی کاندھلوی مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ عارف باللہ حافظ صغیر احمد صاحب زید مجدہ وفضلہ نے لوگوں کو چند نصائح کے بعد دعاء فرمائی۔

چند نصائح

بعد حمد وصلوٰۃ محترم حضرات! آپ حضرات نے ناموس رسالت اور ختم نبوت کی نسبت پر اتنا وقت فارغ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔ جزائے خیر عطاء فرمائیں اور اس پر استقامت بھی عطاء فرمائیں اور اس پر مر مٹنے والا بنائیں۔ دیکھو بھائی! مقرر جب تقریر فرماتے ہیں تو اس کے اثرات یقیناً ہوتے ہیں جو بات آپ نے سنی ہے اور اس کے جو اثرات آپ کے ذہن اور سوچ وفکر پر مرتب ہوئے ہیں ان کو قائم رکھنا اور اس سوچ وفکر کو تھامے رکھنا یہی ہماری ذمہ داری ہے۔ دیکھو بھائی! کام تو مساجد، منبر ومحراب سے چلتا ہے۔ اس جگہ سے جس کام کی ابتداء ہوتی ہے اور جو عمل مسجد سے شروع ہوگا اس کا توڑ عالم میں کسی کے پاس نہیں ہے۔ یہ بات میں نے اس پر عرض کی ہے کہ مہینہ کا ایک جمعہ ختم نبوت وناموس رسالت پر بیان کرنے کے بارے میں جو قرارداد منظور ہوئی ہے اس کے عملی نفاذ کے لئے آپ حضرات سعی فرمائیں۔ آئمہ، خطباء حضرات خود اہتمام فرمائیں اور آپ حضرات میں سے جن کے زیر اہتمام مساجد کا نظم ونسق چل رہا ہے وہ بھی توجہ فرما کر مساجد سے اس آواز کو بلند کرائیں۔ اس ذمہ داری کو پورا کریں۔ اللہ جل شانہ عم نوالہ مدد بھی فرمائیں گے اور سرخرو بھی فرمائیں گے۔ اس مؤثر ومسنون عمل کا مقابلہ آج کے مادی وقتی ذرائع ابلاغ ٹی وی اور انٹرنیٹ، چینل وغیرہ کبھی نہیں کر سکتے۔ انشاء اللہ!

میرے بھائی اس ذمہ داری کو ہم پورا کرنے والے بن جائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ناموس، حرمت پر مر مٹنے والے بن جائیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہمارے قلب میں نبی کریم ﷺ کی محبت پیدا ہو جو کہ ایمان کی اصل اور اساس ہے۔ نبی کریم ﷺ کی محبت میں ترقی کے دو ہی ذریعہ ہیں۔ کثرت درود شریف، سیرت مبارکہ کا مطالعہ اس میں جتنا آگے بڑھتے رہیں گے اتنا ہی اللہ تعالیٰ نوازتے رہیں گے اور مر مٹنے والا بنا دیں گے۔ اس مختصر گفتگو کے بعد تمام شرکاء مجلس سے عہد لیا کہ ہم اس ذمہ داری کو پورا کریں گے۔ چنانچہ سب نے عہد کیا کہ انشاء اللہ ہم یہ کام کریں گے۔ اس کے بعد حضرت جی زید مجدہ کی دعاء پر اجتماع ختم ہوا۔

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

راولپنڈی ختم نبوت کانفرنس پر پابندی کے خلاف غم وغصہ، رابطہ کمیٹی کی پریس کانفرنس

لیاقت باغ میں منعقد ہونے والی ملک گیر ختم نبوت کانفرنس پر حکومت کی طرف سے پابندی، عوام میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔ حکومت کی طرف سے ختم نبوت کانفرنس میں رکاوٹ ڈالنے پر وفاقی اور صوبائی حکومت پر علماء کرام اور قائدین کی کڑی تنقید۔ تفصیلات کے مطابق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۳۰ رمئی کو لیاقت باغ راولپنڈی میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ جس میں ملک بھر کی دینی، سیاسی اور قومی جماعتوں کے قائدین اور لاکھوں مسلمانوں کی شرکت متوقع تھی۔ اس کانفرنس کے لئے ضلعی انتظامیہ سے باقاعدہ اجازت حاصل کی گئی اور گذشتہ ایک ماہ سے کانفرنس کے سلسلے میں ملک بھر میں بھرپور تیاریاں کی گئیں۔ اس سلسلہ میں جڑواں شہروں اور گردونواح میں ایک سو سے زائد ختم نبوت کانفرسیں اور اجتماعات منعقد کئے گئے۔ لیکن عین موقع پر یعنی ۲۹ رمئی کو ضلعی انتظامیہ نے لیاقت باغ میں کانفرنس کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جس سے ملک بھر سے لاکھوں مسلمانوں میں سخت اشتعال پھیل گیا اور مجبوراً کانفرنس ملتوی کرنا پڑی۔ اندریں حالات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین اور علماء کرام اس حکومتی زیادتی پر سخت غم وغصہ اور شدید احتجاج کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کرتے ہیں کہ:

مطالبات

۱...... پرویز مشرف کے دور حکومت سے قبل کے اسلامی نظریاتی کونسل کی منظور کردہ سفارشات کے مطابق قانون سازی کر کے ارتداد کی شرعی سزا سزائے موت نافذ کی جائے۔

۲...... امتناع قادیانیت ایکٹ اور گستاخ رسول کی سزا کے قانون پر مؤثر عمل درآمد کیا جائے۔

۳...... مختلف ٹیکسٹائل ملز اور سپورٹس ملز کی طرف سے مسلسل اہانت رسول کی کاروائیوں کے خلاف قانون کو حرکت میں لا کر توہین رسالت کا انسداد کیا جائے۔

۴...... چناب نگر (ربوہ) میں قادیانیوں نے اپنی عدالتیں (دارالقضاء) قائم کر رکھی ہیں جو قوت نافذہ کا کام سرانجام دیتی ہیں۔ فیصلہ کرنے والوں کو قاضی کہا جاتا ہے۔ باقاعدہ اور منظم عدالتی طریقہ کار ہوتا ہے۔ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کی طرح بینچ تشکیل پاتے ہیں۔ ان کا اپنا پرسنل لاء ہے۔ جس کے مطابق فیصلے کئے جاتے ہیں۔ آئین پاکستان ایسی عدالتوں کو سوات میں برداشت نہیں کرتا تو چناب نگر (ربوہ) میں کیوں کر رہا ہے؟ اور یہ نام نہاد عدالتیں پاکستان کی رٹ کو چیلنج کرتی ہیں۔ اگر سوات، وزیرستان، وانا اور دوسرے علاقوں میں حکومت

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

پاکستان کی رٹ برقرار رکھنے کے لئے بمباری کی جاتی ہے۔ لاکھوں لوگ بے گھر ہو چکے ہیں اور ہزاروں لوگ لقمہ اجل بن چکے ہیں تو چناب نگر (ربوہ) میں قانون کی عمل داری کیوں نہیں ہوتی۔ ہم اس پریس کانفرنس کے ذریعے حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ چناب نگر (ربوہ) حکومتی رٹ اور عمل داری کو برقرار رکھنے کے لئے قادیانیوں کے خلاف قانونی کاروائی اور ان کی دارالقضاء کے نام سے قائم نام نہاد عدالتیں ختم کی جائیں۔

۵...... ہمارا حکومت پاکستان سے مطالبہ ہے کہ سانحہ لال مسجد کے کرداروں بالخصوص پرویز مشرف کے خلاف ہزاروں بچیوں کے قتل کا کیس رجسٹرڈ کرکے اسے عدالت کے کٹہرہ میں لایا جائے اور قرار واقعی سزا دی جائے۔

۶...... ہمارا مطالبہ ہے کہ سوات، منگورہ اور دوسرے علاقوں میں بمباری بند کی جائے اور متاثرین کو ان کے گھروں میں نہ صرف جانے کی اجازت دی جائے بلکہ انہیں مکمل مالی امداد دے کر انہیں گھروں میں بسانے کے مواقع فراہم کئے جائیں۔

۷...... ملک کی ''کی پوسٹوں'' کلیدی عہدوں سے سول اور فوجی قادیانی افسران کو نکال باہر کیا جائے تاکہ ملت اسلامیہ پاکستان ان کے فتنہ سے بچ سکے۔

۸...... ہم ملک بھر کے آئمہ وخطباء مساجد سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہر ماہ ایک جمعہ ختم نبوت کے عنوان پر خطاب فرمائیں تاکہ نئی نسل کو قادیانی فتنہ سے روشناس کیا جائے اور اس سے بچنے کی ترغیب کی دی جائے۔

۹...... قادیانیوں کا مسلم ٹی وی آئین پاکستان کی کھلی خلاف ورزی ہے ارباب اقتدار سے پوری قوم توقع رکھتی ہے کہ اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے غیر مسلم گروہ کو روکا جائے۔ اس کا عنوان قادیانی، مرزائی ٹی وی کا نام دیا جائے اور مسلم ٹی وی کا نام استعمال کرنے پر پابندی لگائی جائے۔

پریس کانفرنس سے مولانا سید عبدالمجید ندیم، مولانا ظہور احمد علوی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا محمد طیب، مولانا تنویر علوی، مولانا مفتی عبدالرحمٰن نے خطاب کیا۔ جب کہ مولانا عبدالقدوس محمدی سمیت بہت سے علماء کرام نے شرکت کی۔

پنوں عاقل کے غلام شبیر شیخ کی والدہ کا انتقال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پنو عاقل کے مخلص اور فعال رکن جناب غلام شبیر شیخ صاحب کی والدہ ماجدہ گذشتہ دنوں مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئیں۔ ''انا للّٰہ وانا الیہ راجعون''

مرحومہ کی نماز جنازہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے مبلغ حضرت مولانا محمد حسین ناصر نے پڑھائی اور عالمی مجلس کی نمائندگی کرتے ہوئے انہوں نے غلام شبیر شیخ و دیگر ورثاء سے تعزیت کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطاء فرمائے۔ قارئین کرام سے دعائے مغفرت و بلندیٔ درجات کے لئے دعاء کی اپیل کی جاتی ہے۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAULAK.INFO

اٹھائیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ٹنڈو آدم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے زیر اہتمام ایک روزہ عظیم الشان اٹھائیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ۱۷/اپریل جمعۃ المبارک کو صبح دس بجے سے صبح اذان فجر تک جاری رہی۔ اس کی ابتدائی اور پہلی نشست کی تلاوت حافظ محمد فرقان انصاری نے کی۔ اس کے بعد سندھ کے مایۂ ناز نعت خواں راشد محمد منگی نے نعت پیش کی اور باقاعدہ کانفرنس کا آغاز ہو چلا۔ ابتدائی مقررین میں مفتی محمد طاہر مکی حنفی، حافظ محمد زاہد حجازی، حافظ محمد طارق حمادی، نونہالان ختم نبوت کے حافظ نعمت اللہ نے مختصر بیانات کئے۔ ان کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ ناظم استقبالیہ کانفرنس مولانا محمد راشد مدنی نے افتتاحی خطاب کیا۔ ان کے بعد جمعہ کے خطاب کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جمعہ کے اجتماع سے خطاب کیا۔

جمعہ کی نماز کے بعد دوسری نشست کا آغاز قاری عبدالرحمٰن نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ ان کے بعد سکھر سے آئے سندھ کے مایہ ناز نعت خواں امداد اللہ پھلپوٹو نے حمد و نعت، مدح صحابہ، عقیدہ ختم نبوت، رد قادیانیت پر مختلف نظمیں پیش کیں۔ ان کے بعد ملک کے معروف خطیب حضرت مولانا صبغت اللہ جوگی نے سندھی میں خطاب کیا۔ دوسری نشست کا اختتام مولانا جوگی کے ہی ایمان افروز بیان پر ہوا۔ انہوں نے ہی دعاء فرمائی۔ بعد نماز مغرب کھانے کا وقفہ ہوا۔ جس میں باہر سے آنے والے ہزاروں مسلمانوں نے کھانا کھایا۔ یہ سلسلہ عشاء تک چلتا رہا۔

کانفرنس کی چوتھی اور آخری نشست نماز عشاء کے بعد جامع مسجد سے متصل ایم، اے جناح روڈ پر رکھی گئی۔ جس کا آغاز جامعۃ الرشید کراچی سے آئے مہمان حافظ محمد ابوبکر نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ ان کی تلاوت کے بعد جامعۃ الرشید کے ہی طالب علم محمد شعیب نے ایک نظم پڑھی۔ جس کے بعد کانفرنس کے نگران اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی امیر علامہ احمد میاں حمادی نے افتتاحی خطاب کیا۔ کانفرنس کی رات کی نشست سے کانفرنس کے صدر استقبالیہ مفتی حفیظ الرحمان رحمانی، مولانا احمد علی عباسی، مولانا قاضی منیب الرحمان، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا محمد نذر عثمانی، صوبہ بلوچستان کے امیر مولانا عبدالواحد، مولانا عبدالرزاق میکھو اور دیگر نے خطابات کئے۔ جب کہ جمعیت علماء اسلام کے حاجی محمد ہاشم خاصخیلی، قاری محمد عباس، مولانا محمد عثمان سموں، جامعہ مدنیہ کے مفتی محمد امان اللہ بلوچ سمیت شہر کے مقتدر علماء کرام نے خصوصی شرکت کی۔

ضروری اعلان!

خریداران ماہنامہ لولاک کی خدمت میں گزارش ہے کہ خط و کتابت اور منی آرڈر ارسال کرتے وقت اپنا خریداری نمبر......اور ایڈریس ......صحیح......صاف......اور مکمل......تحریر کیا کریں۔ شکریہ!

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.LAULAK.INFO

علماء کرام وخطباء حضرات سے اپیل

ہر ماہ کا ایک جمعہ ختم نبوت کیلئے وقف کریں

❁...... عقیدہ ختم نبوت دین کی اساس ہے۔ چنانچہ امام زین نجیمؒ نے الاشباہ والنظائر ص۱۰۲ پر لکھا ہے کہ:''اذا لم یعرف ان محمد ﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات''جس شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے۔

❁...... آئین پاکستان کی رو سے قادیانی کافر ہیں۔ جبکہ وہ خود کو مسلمان اور امت محمدیہ کو کافر کہہ کر آئین سے بغاوت کر رہے ہیں۔

❁...... تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے بعد تحریک نظام مصطفی ﷺ، تحریک ایم آر ڈی، شیعہ سنی تنازعہ، لسانی قضیہ، عراق، ایران۔ کویت، عراق جنگیں، افغانستان میں روسی پھر امریکی یلغار، سقوط عراق سے سانحہ لال مسجد تک ہوشربا اور سنگین مسائل اور مجبوریوں کی وجہ سے ختم نبوت کے تحفظ کا کام اور قادیانیت کے احتساب کے عمل کی خطابت میں ثانوی حیثیت ہوگئی۔ حالانکہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تبلیغ اور جہاد جیسے فرائض کا تعلق حضور ﷺ کے اعمال سے ہے اور ختم نبوت کا تعلق حضور ﷺ کی ذات مبارک سے ہے۔

❁...... ختم نبوت کی پاسبانی براہ راست ذات اقدس کی خدمت کرنے کے مترادف ہے۔

❁...... لہٰذا: تمام خطیب حضرات سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ کم ازکم ہر ماہ کا ایک جمعہ مسئلہ ختم نبوت کے بیان کے لئے وقف کر کے شفاعت نبویؐ کے مستحق بنیں۔ قادیانیت سے خود بچنا اور امت کو بچانا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین!

والسلام!

(مولانا خواجہ خواجگان) خواجہ خان محمد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان، فون:061-4514122

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے
مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

نامور علماء و مناظرین و
ماہرین فن لیکچر دیں گے
ان شاء اللہ

نیت ٹیت سالانہ کورس
سالانہ ردِ قادیانیت و عیسائیت کورس

زیر سرپرستی

خواجہ خواجگان مخدوم المشائخ قطب الاقطاب
خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ

حضرت مولانا ڈاکٹر
عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم
نائب امیر مرکزیہ

بتاریخ ١٤٣٠ھ
یکم شعبان
بمطابق
25 جولائی 2009

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا
- کورس کے اختتام پر امتحان ہو گا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ○ چناب نگر ضلع چنیوٹ

چناب نگر 047-6212611
ملتان 061-4514122